بسم اللہ الرحمن الرحیم　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم　وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۵　شمارہ ۴۳

ایڈیٹر۔ منیر احمد خادم

نائبین۔ قریشی محمد فضل اللہ　محمد نسیم خان

شرح چندہ
سالانہ 100 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516
POSTAL REGISTRATION NO . P/GDP - 23

۱۰ر جمادی الثانی ۱۴۱۷ ہجری ❊ ۲۴ر اخاء ۱۳۷۵ ہش ❊ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۹۶ء

1504.
Engr. M.Salam E.E.,
Power System Planning Directorate,
H.P.S.E.B. Vidyut Bhawan,
SHIMLA - 171 004 (H.P.)

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۲۲ر اکتوبر (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تاحال بعض یورپین ممالک کے دورہ پر ہیں۔

احباب جماعت حضور انور کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَمَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَبَارِکْ فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ۔

شرک انسان کو اصل مقصد سے ہٹا کر جہنّم کا وارث بنا دیتا ہے۔!

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السّلام

"تمام انبیاء علیہم السلام جو دُنیا میں آئے ہیں اگرچہ انہوں نے جو الکام دنیا کو سُنائے وہ مبسوط اور مطوّل تھے اور بہت کچھ جزئیات بھی بیان کردیں اور تمام اُمور جو توحید، تہذیب معاملات اور معاد کے متعلق ہوتے ہیں غرض جس قدر اُمور انسان کو چاہئیں ان سب کے متعلق وہ ہر قسم کی ہدایتیں اور تعلیمیں لوگوں کو دیا کرتے تھے باوجود ان ساری جزئی تعلیموں اور ہدایتوں کے ہر ایک نبی کی اصل غرض اور مقصد یہ رہا ہے کہ لوگ گناہوں سے نجات پاکر اور ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے بکلی نفرت کرکے خدا ہی کے لئے ہو جاویں۔ انسانی پیدائش کی اصل غرض اور مقصد بھی یہی ہے کہ وہ خدا کے لئے ہو جائے اس لئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض اسی مقصد کی طرف انسان کو رہبری کرنا ہوتا ہے تاکہ وہ اپنی گم گشتہ متاع اور مقصد کو پھر حاصل کرے گناہ اگرچہ بہت ہیں اور ان کے بہت سے شعبے اور شاخیں ہیں یہاں تک کہ ہر ادنیٰ قسم کی غفلت بھی گناہ میں داخل ہے لیکن عظیم الشان گناہ جو اس مقصدِ عظیم کے بالمقابل انسان کو اصل مقصد سے ہٹانے کے لئے پڑا ہوا ہے وہ شرک ہے۔ انسان کی پیدائش کی اصل غرض اور مقصد یہ ہے کہ وہ خدا ہی کے لئے ہو جاوے اور گناہ اور اس کے محرکات سے بہت دور رہے اس لئے کہ جوں جوں بدقسمت انسان اس میں مبتلا ہوتا ہے اسی قدر اپنے اصل مدعا سے دور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر گرتے گرتے ایسی سفلی جگہ پر جا پڑتا ہے کہ جو مصائب اور مشکلات اور ہر قسم کی تکلیفوں اور دکھوں کا گھر ہے جس کو جہنّم بھی کہتے ہیں۔

دیکھو انسان کا اگر کوئی عضو اپنی اصلی جگہ سے ہٹا دیا جائے مثلاً بازو ہی اگر اُتر جائے یا ایک انگلی یا انگوٹھا ہی اپنے اصلی مقام سے ہٹ جاوے تو کس قدر درد اور کرب پیدا ہوتا ہے یہ جسمانی نظارہ رُوحانی اور اُخروی عالم کے لئے ایک زبردست دلیل ہے اور جہنّم کے وجود پر ایک گواہ ہے گناہ یہی ہوتا ہے کہ انسان اس مقصد سے جو اس کی پیدائش سے رکھا گیا ہے دور ہٹ جاوے پس اپنے محل سے ہٹنے میں صاف درد کا ہونا ضروری ہے تو شرک ایسی چیز ہے کہ جو انسان کو اس کے اصل مقصد سے ہٹا کر جہنّم کا وارث بنا دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد نمبر ۳ صفحہ ۷۸ ، ۷۹)

جلسہ سالانہ قادیان ۱۰۵ واں ۱۹۹۶ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰۵ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات، جمعہ ہفتہ کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کے لئے تیاری شروع کردیں۔

★ اسی طرح حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے مجلس مشاورت ۲۹ دسمبر ۱۹۹۶ء بروز اتوار منعقد ہوگی انشاء اللہ

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بہت سے اُلجھے ہوئے اخلاقی معاملات اور دنیا کی حکومتوں کے ظلم و ستم اس شعور کی کمی کی وجہ سے ہیں کہ گویا ہم اس دنیا میں ہمیشہ ٹھہر جانے کے لئے آئے ہیں!

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۳ ستمبر ۱۹۹۶ء)

لنڈن (۱۳ ستمبر) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لنڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد سورہ یونس کی آیت نمبر ۲۵ کی تلاوت فرمائی اور اس کے حوالے سے انسانی زندگی کی ناپائیداری اور پھر خدا کے حضور جوابدہی کے لئے حاضر ہونے کے مضمون کو بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ اس موضوع پر قرآن مجید میں اور بھی بہت سی آیات کریمہ ہیں۔ اس آیت میں انسانی زندگی کی ناپائیداری کے مضمون کو سمجھانے کے لئے انسان کی توجہ مادی زندگی کی ناپائیداری کی طرف پھیری گئی ہے۔ اور ایک مثال کے ذریعہ اس بات کی وضاحت کی گئی ہے۔ حضور نے اس آیت کریمہ کے ترجمہ اور اس کی وضاحت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم انسان کی زندگی کی بے ثباتی کا منظر پیش کرکے یہ بتاتا ہے کہ تمہارے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے اور جب تک تقدیر الٰہی اجازت نہ دے تم آخر وقت تک بھی کسی چیز سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ پس آخری لمحہ تک خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو تمہارے لئے ربوبیت کے سامان مہیا فرماتا ہے اور پھر تمہیں طاقت اور توفیق بخشتا ہے کہ ان سامانوں سے فائدہ اٹھا سکو۔ اور اگر اس کا فضل شامل حال نہ ہو تو باوجود سامانوں کے مہیا ہونے کے تم ان سے استفادہ نہیں کر سکتے۔

حضور نے فرمایا کہ بے ثباتی کا مضمون مادی زندگی سے بھی تعلق رکھتا ہے اور روحانی زندگی سے بھی۔ احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سچائی اور ہدایت پر ثبات عطا ہونے کے لئے دعا کیا کرتے تھے حالانکہ آپ سچائی اور ہدایت پر مضبوطی سے قائم تھے اور آپ کے پھسلنے یا گمراہ ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مگر آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ دل خدا کی انگلیوں کے درمیان ہے وہ اسے جس طرف چاہے پھیر دے۔

حضور نے فرمایا کہ اس حقیقت کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے ہی آج دنیا میں قسما قسم کی تباہیاں پھیلی پڑی ہیں اور لوگ دنیا کے لئے اتنی محنت اور کوشش کرتے ہیں کہ دوسروں کے حقوق بھی غصب کرتے ہیں۔ ہوس گیری اور دوسروں پر ظلم کرنا معمولی بات خیال کرتے ہیں۔

باقی صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ!
ہفت روزہ بدر قادیان
۲۴؍اخاء ۱۳۷۵ ہش،

دیوبندی چالوں سے بچئے!

(۱۶)

گزشتہ مضامین میں ہم بزرگانِ اسلام اور احادیثِ مبارکہ یہاں تک کہ ترمذی شریف اور صحیح مسلم کے متعلق بھی حوالوں کے ساتھ ثابت کرچکے ہیں کہ یہ مبارک کتب جن کو ہمارے بزرگ اسلاف صدیوں سے اپنے سینے سے لگاکر نہایت امانت و دیانت کے ساتھ ہمارے سپرد کر گئے تھے، آج کے اِس دَور میں بعض ایسے محرّفین پیدا ہوئے کہ جنہوں نے نہ صرف بزرگانِ اسلام کی کتب کو تبدیل کر دیا بلکہ سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیثِ مبارکہ کو بھی اپنی من مانی تبدیلیوں کا نشانہ بنا دیا ہے۔ اور اِس طرح رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس فرمان کو من وعن پُورا فرمادیا ہے کہ مسیح موعود کے زمانے کے علماء یہودی علماء کے نقشِ قدم پر چلیں گے۔ نیز یہ کہ عُلَمَاؤُھُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ کہ ان کے عُلماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔

آج کی اِس گفتگو میں ہم ایک تفسیرِ قرآن اور ایک ایسے ترجمۂ قرآن کو پیش کریں گے جو کہ ان یہود صفت علماء کی تحریف کا شکار ہو چکے ہیں۔

تفسیر تو "مَجْمَعُ الْبَیَان" ہے اور ترجمہ قرآنِ مجید حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

مجمع البیان

تفسیر مجمع البیان حضرت الشیخ فضل بن الحسن فضل الطبرسی المشہدی (وفات ۵۴۸ھ ۱۱۵۳ء) کی تفسیر ہے۔ جس میں آپ نے سُورۃ المائدہ کی آیت ۱۱۸ (بسم اللہ سمیت) میں "فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ" کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ:-

قَالَ الْجُبَائِیُّ وَفِیْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ دَلَالَۃٌ عَلٰی اَنَّہٗ اَمَاتَ عِیْسٰی وَتَوَفَّاہُ ثُمَّ رَفَعَہٗ اِلَیْہِ لِاَنَّہٗ بَیَّنَ اَنَّہٗ کَانَ شَھِیْدًا عَلَیْھِمْ مَادَامَ فِیْھِمْ فَلَمَّا تَوَفَّاہُ اللّٰہُ کَانَ ھُوَ الشَّھِیْدُ عَلَیْھِمْ لِاَنَّ التَّوَفِّیَ لَا یُسْتَفَادُ مِنْ اِطْلَاقِہٖ اِلَّا الْمَوْتَ۔ (تفسیر مجمع البیان مطبوعہ ایران ۱۲۶۸ء)

یعنی جبائی کہتے ہیں کہ اِس آیت میں یہ راہنمائی ہے کہ اللہ نے پہلے عیسٰی علیہ السّلام کو موت دی پھر اپنی طرف ان کا رفع کیا۔ کیونکہ حضرت عیسٰیؑ نے خدا کے سامنے یہ بیان دیا ہے کہ وہ اپنی قوم پر اُس وقت تک نگران تھے جب تک وہ اُن میں رہے۔ پھر جب اللہ نے اُن کی رُوح قبض کرلی تو پھر وہ (یعنی اللہ) خود ہی اُن پر نگران تھا۔ کیونکہ مطلق تَوَفِّیْ کا لفظ صرف موت پر ہی اِطلاق پاتا ہے۔

تفسیر مجمع البیان کا یہ حِصّہ اپنے مفہوم کے لحاظ سے مکمّل طور پر بدل دیا گیا ہے۔ چنانچہ مکتبہ الحیات بیروت سے ۱۹۱۱ء میں شائع ہونے والے ایڈیشن میں الموت سے قبل لکھا ہُوا اِلَّا کا لفظ حذف کر دیا گیا ہے۔ اور دُوسری شرارت یہ کی گئی ہے کہ "الشَّھِیْدُ عَلَیْھِمْ" کے الفاظ کے بعد متن میں وَھٰذَا ضَعِیْفٌ کے الفاظ داخل کر دیئے گئے ہیں۔ اِس طرح ساری عبارت کا مفہوم بالکل اُلٹ کر رہ گیا ہے۔ اور مطلب یہ ہوگیا کہ علّامہ جبائی کا یہ قول ضعیف ہے وجہ یہ کہ مطلق تَوَفِّیْ موت کا فائدہ دیتی ہی نہیں۔ کتاب کا یہ تحریف شُدہ ایڈیشن پنجاب یونیورسٹی لاہور کی لائبریری میں موجود ہے۔

مذکورہ تفسیر القرآن اگرچہ شیعہ مسلک کے مُسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ شیعوں کو بھی اور باقی تمام مُسلمانوں کو یہ کام سکھانے والے دراصل دیوبندی ہی ہیں۔ جو خدمتِ اِسلام اور تحفظِ ختمِ نبوت کے اپنے آپ کو ٹھیکیدار بتاتے ہیں اور عملی طور پر بھی یہ تحریف مُسلمانوں کے دیگر فرقوں کی نسبت دیوبندیوں نے اِسلامی کتب میں بہت زیادہ کی ہے۔

ترجمۂ قرآن حضرت شاہ رفیع الدین صاحبؒ

اب ذیل میں ہم ایک ایسے بزرگ کے ترجمۂ قرآنِ مجید کی مثال پیش کرتے ہیں جو کہ دیوبندی تحریف کی زد میں آچکا ہے۔ یہ بزرگ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ (المتوفّٰی ۱۲۴۹ھ ۱۸۳۳-۳۴ء) آپ حکیم الاُمّت حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے بیٹے اور جلیل القدر عالم ہیں۔ قرآنِ کریم کا تحت اللفظ ترجمہ آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔ نہایت دُکھ بھرے دِل کے ساتھ قارئین کو بتایا جاتا ہے کہ حضرتِ ممدوح کا ترجمہ بھی صرف اِس لئے دیوبندی تحریف سے نہیں بچ سکا کیونکہ وہ دیوبندی نظریہ کی تصدیق نہیں کرتا تھا۔ اِس ترجمۂ قرآن کا وہ نسخہ جس پر ۱۰؍مارچ ۱۹۲۴ء لکھا ہے اور جو شیخ غُلام علی تاجر کتب کشمیری بازار لاہور نے چھپوایا ہے اس میں آیت خاتم النّبیّین کا ترجمہ یُوں لِکھا ہے:-

"نہیں ہے محمد باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے و لیکن پیغمبر خُدا کا ہے اور مُہر تمام نبیوں پر اور ہے اللہ ہر چیز کو جاننے والا"۔

لیکن یہی ترجمہ حاجی ملک دین محمد اینڈ سنز تاجرانِ کتب و پبلشرز کشمیری بازار ریل روڈ لاہور نے جب ۱۹۳۳ء میں شائع کیا تو ترجمہ یُوں کر دیا:-

"نہیں ہے محمد باپ کسی کا مردوں تمہارے میں سے و لیکن پیغمبر خُدا کا اور ختم کرنے والا ہے تمام نبیوں کا اور ہے اللہ ہر چیز کو جاننے والا"۔

(ان ہر دو تراجم کے عکس دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں)

اب ملاحظہ فرمائیے کہ پہلے ایڈیشن کا ترجمہ — "اور مُہر تمام نبیوں پر" کس وجہ سے "اور ختم کرنے والا ہے تمام نبیوں کا" ہوگیا۔ دراصل اس کی وجہ صرف اور صرف یہی ہے کہ پہلا ترجمہ جماعتِ احمدیہ کے نقطۂ نظر کی تائید کرتا تھا۔ چنانچہ اپنے نقطۂ نظر کو تبدیل کرنے کی بجائے "اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ" کا نعرہ لگانے والوں نے ترجمہ کو ہی بدل دینا مناسب سمجھا۔ اب اِسی سے اندازہ لگایا جائے کہ تحفظِ ختمِ نبوّت کا ڈھنڈورا پیٹنے والے اِن دیوبندی مولویوں کی امانت و دیانت کا کیا حال ہے کہ آیت خَاتَم النَّبِیّٖن کے ترجمہ کو ہی بدلتے پھر رہے ہیں۔ یہ ٹھیکیدارانِ اسلام دیوبندی اب یہاں تک تو پہنچ گئے ہیں کہ بزرگانِ اسلام کی کُتب اور احادیثِ مبارکہ میں اپنی من مانی تبدیلیاں کرتے ہوئے بزرگانِ اسلام کے قرآنِ مجید کے تراجم پر انہوں نے ہاتھ ڈالنا شروع کر دیا ہے۔ یہ لکھنے سے کلیجہ مُنہ کو آتا ہے کہ اب تو صرف قرآنِ مجید کا متن ہی باقی رہ گیا ہے کہ یہ لوگ اس پر بھی اپنی یہودیت آمیز تحریف کی تلوار چلادیں۔ لیکن دیوبندی حضرات اچھی طرح یاد رکھیں کہ اس پر وہ ہرگز قادر نہیں ہوسکیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کلام مجید کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

اہلِ عقل و اہلِ دانش حضرات کے لئے مقامِ غور ہے کہ جبکہ دیوبندی بزرگانِ اسلام کی ان کُتب میں بھی تحریف کرنے سے باز نہیں آئے جن کو یہ خود بھی معظم و محترم جانتے ہیں تو پھر سیّدنا حضرت اقدس مرزا غُلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ و السّلام کی مبارک تحریرات کو کیونکر توڑ مروڑ کر اور جھُوٹ بول کر عوام کے سامنے پیش نہیں کریں گے؟

لیکن انشاء اللہ آئندہ اقساط میں ہم یہ بتائیں گے کہ اِن دیوبندیوں کا جُرم صرف اِتنا ہی نہیں ہے کہ یہ لوگ بزرگانِ اسلام اور سرورِ کائنات حضرت محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک میں تحریف کرنے والے ثابت ہوئے ہیں بلکہ ان کا جُرم تو اس سے بھی آگے بڑھا ہُوا ہے۔

یہ دیوبندی حضرات اور اُن کے مجدّد الملّت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی عوام کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدیٔ معہودؑ کو کافر و دجّال کہتے ہیں۔ لیکن خُود اُن کے مجدّد الملّت کا حال یہ ہے کہ اپنی کُتب میں حضور علیہ السّلام کی متعدّد تحریرات کو من وعن نقل کرکے علمی سرقہ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ ممکن ہے بعض دیوبندی بھائیوں کو ہماری اِس بات پر یقین نہ آئے لیکن اِنشاء اللہ آئندہ اقساط میں ہم دیوبندیوں کے مجدّد الملّت کے اِس علمی سرقہ کی متعدد مثالیں باقاعدہ حوالہ جات کے ساتھ پیش کریں گے۔

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ!

(نوٹ:- اس مضمون میں جن کُتب کے حوالہ جات دیئے گئے ہیں اُن کے عکس اِسی شمارہ میں دُوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں) (باقی)

(مُنیر احمد خادم)

بقیہ: خُلاصہ خُطبہ جُمعہ

حضور نے فرمایا کہ وہ جماعت جسے خُدا نے سب دُنیا کی اِصلاح کی ذمہ داری سپرد فرمائی ہے اُسے ہرگز یہ بات نہیں بُھلانی چاہیئے کہ ہم خدا کے حضور جواب دِہ ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اجتماعی لحاظ سے یہ کہنا کہ خدا نے جماعت کو بڑے مقاصد کے لئے چُنا ہے یہ ایک بات ہے مگر ہرگز یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا ہر شخص مامون و محفوظ ہے۔ اِس لئے ہر انسان کو اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ میرا اس دُنیا سے کیا تعلق ہے۔

حضور نے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" کے مضمون کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا مطلب ہے کہ جب کسی چیز کو ضائع جاتے دیکھو تو اس وقت اپنی فکر کرو کہ کہیں تم بھی ضائع نہ ہوجاؤ۔ نمازِ جنازہ میں جو دُعا کی جاتی ہے اس میں بھی مرنے والے سے پہلے زندہ کی بخشش کی اور غائب سے پہلے حاضر اور موجود کے لئے مغفرت کی دُعا سکھلائی گئی ہے۔

حضور نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور نصائح کے حوالہ سے بتایا کہ آپ دُنیا میں ایسے رہیں گویا پردیسی یا مسافر ہیں۔ اِسی طرح حضور ایدہ اللہ نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام کے ارشادات کی روشنی میں نصیحت فرمائی کہ دُنیا روزے چند ہے۔ اگر یہ خیال دل میں جاگزیں ہوجائے تو تمام جھوٹی خوشیاں پامال ہوجاتی ہیں۔ حضور نے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس مضمون کو سمجھنے، اس پر عمل کرنے اور ان نصائح سے اِستفادہ کرنے کی توفیق بخشے۔

خطبہ جمعہ

اچھی بات اور سچی بات میں ایک طاقت ہے اور جو بھی سچی اور اچھی بات اختیار کرے گا وہ لازماً طاقتور ہوگا۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۹ اگست ۱۹۹۶ء مطابق ۹ ظہور ۱۳۷۵ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (سورہ آل عمران آیت ۱۰۵)

قرآن کریم کی جس آیت کو میں نے گزشتہ جمعہ خطبے کا عنوان بنایا تھا وہ "تعاونوا علی البر والتقوی" والی آیت تھی یعنی وہ آیت جو نصیحت کرتی ہے کہ اچھی باتوں میں نیکیوں میں ایک دوسرے سے تعاون کیا کرو اور بری باتوں میں ایک دوسرے سے تعاون نہ کیا کرو۔ قرآن کریم بہت سے مضامین کو جوڑوں کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ ایک آیت کا جوڑا ایک اور جگہ ملتا ہے اور دونوں جوڑے ایک دوسرے کے مضمون کو تقویت دیتے ہیں۔ تو تعاون سے مراد کیا ہے؟ صرف تعاون سے مراد یہ نہیں کہ جس چیز کی تمہیں ضرورت ہے وہ مانگو اور وہ دوسرا فریق تعاون کرتے ہوئے چیز تمہیں دے دے۔ تعاون کا اصل حقیقی مضمون اس آیت کریمہ میں بیان ہوا ہے جو میں نے آج تلاوت کی ہے۔ اور اسی لئے گزشتہ خطبے کے آخر پر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے وہ ارشادات بھی آپ کے سامنے رکھے جن کا تعلق نیکیوں کا حکم دینے اور بدیوں سے روکنے سے ہے۔

پس تعاون کس بات پہ کرو۔ اگر آپ کسی کو کچھ کہیں تو پھر تعاون کا سوال پیدا ہوتا ہے کسی بات سے روکیں پھر تعاون کا سوال پیدا ہوتا ہے اور ہر جگہ کسی طاقت کے حوالے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن کریم اس پہلو سے ساری امت کو ہی صاحب امر بنا دیتا ہے۔ اب حقیقت میں صاحب امر ہونے کا راز اس میں ہے۔ ان دو آیات کے مضمون کو سمجھ لیں تو آپ کو سمجھ آئے گی کہ اسلام میں کوئی ڈکٹیٹرشپ نہیں ہے۔ جہاں اطاعت کا حکم ہے وہ پابند ہے نیکی کی باتوں کے ساتھ، اتنا پابند ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو عورتوں کی بیعت لیتے وقت جو الفاظ وحی کے ذریعے سکھلائے گئے جو قرآن کریم میں موجود ہیں ان میں یہ ہے کہ ان سے بیعت کے وقت یہ عہد لیا کرو کہ معروف باتوں میں تیری اطاعت کریں گی۔ میں نے پہلے ایک دفعہ اس مضمون پر روشنی ڈالی تھی کہ معروف باتوں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم غیر معروف باتوں کا حکم دے سکتے تھے۔ معروف باتوں سے مراد آپؐ کے دائرہ حکم کو محدود کرنا نہیں بلکہ بڑھانا اور وسعت دینا ہے۔

قرآن کریم میں جو اوامر اور نواہی ہیں جو براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام بنی نوع انسان کو مخاطب کرتے ہیں یا مومنین کو مخاطب کرتے ہیں ان کے علاوہ بھی بہت سی نیکی کی باتیں ہوتی ہیں جو ان کی تشریحات سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور براہ راست تشریح کا حوالہ دے کر کی جائے یا نہ کی جائے ہر اچھی بات کی بنیاد قرآن کریم میں موجود ہے اور یہ بحث اٹھانے کی ضرورت نہیں کہ قرآن کریم کی فلاں آیت میں یہ بات اس طرح ہے اس لئے اس کے تعلق میں تمہیں میری ہدایت پر عمل کرنا چاہئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تو تمام تر وحی کی بات فرمایا کرتے تھے پھر یہ جو فرمایا گیا کہ معروف میں میری اطاعت کروگی اس سے مراد یہ ہے کہ عورتوں میں اس بات کا کوئی واہمہ تک نہ رہے کہ جب بھی ہمیں حکم ملے ہم یہ پتہ کریں کہ قرآن کریم میں موجود ہے کہ نہیں۔ معروف تو ایسی چیز ہے جو ہر زمانے کے ہر انسان پر، خطہ ارض کے ہر انسان پر برابر اطلاق پاتی ہے۔ معروف بات وہ ہے جو عرف عام میں دیکھنے سے اچھی معلوم ہو۔ اس کے لئے حکم کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ صاحب امر کا حوالہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ تو مراد یہ ہے کہ زندگی کے کسی شعبے سے تعلق رکھنے والی بات ہو خواہ واضح طور پر قرآن کریم کے اوامر اور نواہی میں اس کا ذکر ہو یا نہ ہو تم پھر بھی اطاعت کروگی۔ اور اوامر و نواہی میں اطاعت کے لئے تو لازم ہے کہ ہر مومن جو بیعت کرتا ہے وہ ضرور اطاعت کرے کیونکہ اس کی بیعت ہی اللہ کے ساتھ ہے وہ سب کچھ بیچ بیٹھتا ہے خدا کے حضور۔ پس یہ جو مضمون ہے معروف میں اطاعت کا یہ اطاعت کے دائرے کو تنگ نہیں کرتا بلکہ بہت وسیع کر دیتا ہے۔

جو بات میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جب تمام امت کو صاحب امر بنایا گیا ہے اور قرآن کریم کی مختلف آیات سے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ امتوں کو اپنا جانشین بنایا کرتا ہے۔ آیت استخلاف میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے تمام نیکوکار غلاموں کو جو آخرت پر ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں ان کو یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ ہم تمہیں اپنا خلیفہ بنائیں گے یا زمین میں خلیفہ بنائیں گے جیسا کہ پہلوں کو بنایا۔ یہ تفصیل تو بہت لمبی ہے۔ میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ امر واقعہ یہ ہے کہ جب ایک صاحب امر کے ذریعے کسی قوم کے سپرد دنیا کی اصلاح کی جائے تو اس قوم کا ہر فرد صاحب امر ہو جاتا ہے اور اس پہلو سے بڑے اور چھوٹے حاکم اور محکوم کی کوئی تفریق باقی نہیں رہتی۔ اس کی شرط یہ ہے کہ ہر شخص امر بالمعروف کرے اور نہی عن المنکر کرے۔ ہر شخص اچھی باتوں کا حکم دے اور نیکیوں کی طرف بلائے۔ اب نبی اور کیا کرتا ہے۔ یہی تو کرتا ہے۔ لیکن نبی ان معنوں میں بھی مامور ہے کہ اس کے سامنے بات سمجھ آئے یا نہ سمجھ آئے انسان کسی قسم کا کوئی اعتراض نہیں کر سکتا، کوئی پس و پیش نہیں کر سکتا۔ مگر عامۃ المسلمین کے لئے صاحب امر بننے کے لئے لازم ہے کہ وہ ہمیشہ ایسی اچھی باتیں کریں ایسی بری باتوں سے روکیں کہ جس کے لئے کوئی شخص حوالہ مانگے ہی نہیں اور قرآن کریم کی نیکیاں دراصل تمام تر اسی نوع سے تعلق رکھتی ہیں مگر بعض اپنی نوع کے اندر ایسا مقام حاصل کر لیتی ہیں کہ ہر کہنے والے کو یہ سمجھانے کی طاقت نہیں ہوتی کہ یہ کیوں تمہارے لئے مفید ہے۔ جھوٹ کے متعلق تو کہہ سکتا ہے کہ جب میں تمہیں کہتا ہوں جھوٹ نہ بولو اور سچ بولو تو سب دنیا جانتی ہے کہ اچھی بات ہے۔ مگر پانچ وقت نماز اس طرح ادا کرو اور اس طرح نہ کرو یا سورج ڈھلنے پر کس طرح کی عبادت کر سکتے ہو یا نہیں کر سکتے کتنی دیر بعد اور کتنی دیر پہلے اور روزمرہ وضو کیسے کرنا ہے نماز کے لئے کیسے کھڑا ہونا ہے، رکعتیں کیا ہوتی ہیں، اب ان کو کوئی انسان امر بالمعروف کے حوالے سے تو سمجھا نہیں سکتا۔ اس لئے اس کے لئے صاحب امر ہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ہیں جن پر قرآن نازل ہوا۔ ان کا صرف یہی حوالہ کافی ہے کہ صاحب امر کو اللہ تعالیٰ نے مامور فرمایا اور یہ ہدایتیں دی ہیں اور تم پر اس کا ماننا فرض ہے۔

پس ان معنوں میں بھی مومن حقیقت میں صاحب امر بن جاتا ہے۔ جب وہ قرآن کا حوالہ دے گا تو اس وقت یہ سوال اٹھ ہی نہیں سکتا کہ تمہیں کیا خدا نے الہام کیا تھا۔ وہ کہے گا جس کو اپنے اس زمانے کے لئے یا ہر زمانے کے لئے خدا نے مامور بنایا ہے اس کو تو الہام کیا تھا اب میں وہی باتیں تمہیں کہہ رہا ہوں۔ لیکن یہ جو نصیحت ہے یہ مومنوں کے دائرے تک محدود رہتی ہے اور ان میں بھی ہر مومن صاحب امر ہے اور ہر روکنے والا خدا تعالیٰ کے نواہی کے دائرے میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اختیار رکھتا ہے کہ روکے۔ پس یہ جب مضمون وسعت کے ساتھ سمجھ آتی ہے تو نظام اسلام میں کسی ڈکٹیٹرشپ کا کوئی سوال باقی نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کو جب یہ علم ہوا کہ کسی شخص نے اپنی امارت کا رعب جمانے کے لئے یا دیکھنے کے لئے کہ میری امارت کا حق ادا کرتے ہیں کہ نہیں آزمانے کی خاطر کہا کہ میں تمہیں کہتا ہوں تم سمندر میں چھلانگ لگادو یا آگ میں کود جاؤ، آگ کا موقع تھا وہ خاص طور پر، تو جب یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ آگ میں کود جاتے تو جہنم میں کود جاتے۔ پس امر کے نام پر کسی مومن کو یہ کھلا اختیار ہی نہیں دیا قرآن کریم نے کہ جو چاہے اس کا امر دیدے۔ اوامر اور نواہی کھلے کھلے ہیں اور ہر بات کھول کر واضح طور پر بیان فرما دی گئی ہے۔ ہاں متشابہات کی دنیا ایسی ہے جس میں ہر شخص کو پتہ نہیں چلتا کہ مجھے کچھ کرنا چاہئے یا نہیں کرنا چاہئے۔ امر بالمعروف میں جہاں عہد بیعت لیا گیا ہے وہاں بہت سا حصہ متشابہات سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ قرآن کریم میں واضح طور پر یہ نہیں فرمایا گیا کہ عورت اس طرح پردہ کرے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں اس طرح پردہ کرو تو جنہوں نے بیعت کی تھی ان کا فرض ہے کہ وہ اسی طرح پردہ کریں۔ تو یہ وہ وسیع مضمون ہے جس میں تمام کی تمام امت خلیفہ بن جاتی ہے اور صاحب امر ہو جاتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ نیکی کی بات کرے اور برائی سے روکے۔ شرط یہ ہے کہ بھلائی کی طرف بلائے۔

اور یہ وہ مضمون ہے جو مومن اور غیرمومن سب پر یکساں اطلاق پا جاتا ہے۔ کوئی دنیا کی قوم ایسی نہیں جس کو آ[illegible]

کسی حکومت کا کوئی پروانہ تو لا کے دکھاؤ جس نے تمہیں مقرر کیا ہو کہ ہمیں نیکیوں کی تعلیم دو۔ بے بس ہو جائے گا۔ نہیں کرے گا، زیادہ سے زیادہ عمل نہیں کرے گا مگر یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم ہوتے کون ہو مجھے اچھی باتیں کہنے والے۔ کسی کو آپ کہیں دھوپ سے اٹھو، سائے میں بیٹھو گرمی زیادہ ہے پاگل ہی ہوگا جو کہے گا کہ تم کون ہوتے ہو، تمہیں کس نے ٹھیکیدار بنایا ہے میرا۔ پس ٹھیکے دار تو نبی بھی نہیں ہوتا لیکن ٹھیکیدار نہ ہونے کے باوجود اس کے حکم میں اتنی طاقت ہے کہ اس کا انکار کرنے والا پاگل ہوگا کیونکہ وہ سچائی پر مبنی حکم دیتا ہے وہ معروف کے حکم دیتا ہے بدیوں سے روکتا ہے۔ تو دراصل طاقت مضمون میں ہوتی ہے اور جو مضمون کوئی شخص اختیار کرتا ہے اسی لحاظ سے یا وہ طاقتور ہو جاتا ہے یا وہ کمزور ہو جاتا ہے۔

ہر وہ معاملہ جس کا دین کی بقا سے تعلق ہو، ہر وہ معاملہ جس کا اسلامی معاشرے کی حفاظت سے تعلق ہو اگر کوئی ایسی بات کرتا ہے جو اس معاشرے میں رخنہ ڈالنے والی ہو، جو نظام کو کمزور کرنے والی ہو اسکے متعلق پردہ پوشی کا کہیں کوئی حکم نہیں ہے بلکہ قرآن فرماتا ہے لازم ہے کہ وہ تم اولوالامر لوگوں کی طرف پہنچایا کرو۔

اچھی بات اور سچی بات میں ایک طاقت ہے اور جو بھی سچی اور اچھی بات اختیار کرے گا وہ لازماً طاقتور ہوگا۔ خواہ خدا تعالیٰ نے اس کو مامور کیا ہو یا نہ کیا ہو پھر بھی وہ مامور ہوگا۔ لیکن خدا اسے مامور کرتا ہے کیونکہ یہ باتیں جو سچائی اور نیکی کی باتیں ہیں یہ ہر مذہب کا خلاصہ ہیں۔ پس خدا نے جب بھی کبھی کسی مذہب کو نازل فرمایا اس میں اچھی باتوں اور سچی باتوں پر مامور کیا گیا۔ اور ہر شخص آزاد ہے جب چاہے جتنا چاہے اپنا دامن ان سے بھر لے اور جتنا سچائی اور بھلائی سے وہ اپنا دامن بھرتا چلا جاتا ہے وہ مامور ہوتا چلا جاتا ہے، صاحب امر ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس یہ وقت ہے کہ جماعت احمدیہ کو صاحب امر بننا ہوگا اور ان شرائط کے ساتھ بننا ہوگا جو قرآن کریم نے پیش فرمائی ہیں کیونکہ دعوت الی اللہ کا صاحب امر ہونے سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے بھی اس مضمون پر بہت ہی دلپذیر رنگ میں جو دلوں کو کھینچنے والا رنگ ہے اس سے روشنی ڈالی ہے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے کلام کا جو جذب ہے اس کی کوئی مثال آپ کو کہیں دکھائی نہیں دے گی۔ چند فقروں میں اتنی گہری باتیں فرما جاتے ہیں، اتنی دلوں کو کھینچنے والی باتیں ہیں کہ اس کا کوئی توڑ نہیں کسی کے پاس، مجبور ہے کہ کھچا چلا آئے۔

پس اس حوالے سے میں نے اس مضمون کو سمجھانے کی خاطر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی کچھ احادیث آج کے لئے چنی ہیں اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اقتباسات ہیں جو اسی مضمون پر قرآن اور سنت کے لحاظ سے روشنی ڈال رہے ہیں۔ ترجمہ سورہ آل عمران کی اس آیت کا جو نمبر ۱۰۵ آیت ہے یہ ہے **ولتكن منكم امةٌ يدعونَ الى الخَير** لازماً تم میں سے ایک امت ایسی رہنی چاہئے **يدعونَ الى الخَير** جو بھلائی کی طرف بلاتی رہے۔ اور اس امت کی تعیین نہیں ہے۔ یہ تو ناممکن ہے کہ ہر فرد بشر خیر کی طرف بلانے کی طاقت رکھتا ہو۔ اپنی ذہنی قلبی صلاحیتوں کے اعتبار سے، اپنے دائرہ اثر کے لحاظ سے، اپنی دیگر مصروفیات کے لحاظ سے، صحت اور بیماری کے لحاظ سے ہر شخص کی طاقتیں الگ الگ ہیں لیکن ایک صالح امت میں ایک بڑا حصہ ایسا ضرور موجود رہتا ہے جو اپنے آپ کو بھلائی کی طرف بلانے پر وقف کر دے اور یہی وہ ہدایت ہے جو اس آیت کے آغاز میں دی گئی ہے۔

ولتكن منكم امةٌ يدعونَ الى الخَير وہ وقف ہو جائے اس بات پر کہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور بھلائی کی طرف بلانا اور **يَامرون بالمعروف** میں ایک فرق کیا گیا ہے۔ بھلائی کی طرف بلانا ایک دعوت عام ہے جس کا دراصل تعلق دعوت الی اللہ سے ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے جہاں دعوت الی اللہ کا پیغام دیا ہے اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا سب سے اچھی بات، سب سے پیاری بات ہے "**و من احسن قولاً ممن دعا الى الله و عمل صالحاً**" اس سے زیادہ خوبصورت بات کیا ہوگی جو خدا کی طرف دعوت دے اور نیک عمل کرتا ہو، جس کے اعمال اس کی اس دعوت کو سچا کر دکھائیں۔ تو یہ خیر جو ہے یہ دراصل خدا کی طرف بلانا ہے اور نیک کاموں کی طرف بلانا ایک ہی بات بن جاتا ہے۔ نیک کاموں کی طرف بلانے کا مطلب لازم نہیں کہ خدا کی طرف بلایا جائے مگر خدا کی طرف بلانے کا لازماً یہ مطلب ہے کہ نیک کاموں کی طرف بلا لیا جائے۔ پس خدا کی طرف بلانا حاوی ہے ہر نیکی کے اوپر۔

"**ولتكن منكم امةٌ يدعونَ الى الخَيرِ وَ يَامرونَ بالمَعروف**" دعوت اور امر میں دیکھیں کیسا فرق کر کے دکھا دیا۔ اگر خیر عام معروف ہوتی تو اس کے لئے بھی امر کا لفظ استعمال ہونا تھا۔ پھر دعوت ایک ایسی چیز ہے جسے اگلے رد بھی کر لیتے ہیں قبول بھی کر لیتے ہیں مگر امر میں ان کو اختیار نہیں ہے رد کرنے کا۔ تو فرمایا تم خدا کے رستوں کی طرف بلاؤ خواہ لوگ مانیں یا نہ مانیں بلاتے چلے جاؤ ان کو اختیار ہے قبول کریں یا نہ کریں لیکن جب تم نیک کاموں کی طرف بلاؤ جو عرف عام میں نیک ہیں تو تم صاحب امر ہو جاؤ گے۔ پھر وہ خدا کو نہ بھی مانیں تو تمہاری باتوں کو انہیں ماننا پڑے گا کیوں کہ اچھی باتوں کا انکار پاگل پن ہے اور کبھی بھی کوئی شخص اچھی باتوں کے تعلق میں حوالے نہیں مانگا کرتا کہ تمہیں کس نے اختیار دیا تھا۔ پس "**يامرون بالمعروف**" ایک عام حکم ہے نیکی کا جسے جماعت کو اختیار کرنا لازم ہے۔

"**و ينهون عن المنكر**" اور بدیوں سے روکتے چلے جائیں۔ ان باتوں میں بہت سی نصیحتیں ہیں اور بہت سے فوائد مضمر ہیں۔ اول تو میں نے جیسا کہ گزشتہ خطبے میں بیان کیا تھا وہ قوم جسے نیکی کی باتیں کہنے کی اور نیکی کی باتوں میں تعاون کرنے کی عادت ہو کیونکہ دوسرا جوڑ اس آیت کا وہ ہے کہ "**تعاونوا على البر والتقوى**" تمہیں جب نیکی کی طرف بلایا جائے تو تعاون کیا کرو پیچھے نہ بیٹھ جایا کرو۔ فرمایا جن کو یہ توفیق ہو وہ لوگ اطاعت کے گویا مرقع بن جاتے ہیں کیونکہ اطاعت کا مضمون اوپر سے نیچے تک نیکیوں سے تعلق رکھتا ہے۔ جن کو یہ پوچھے بغیر اطاعت کی عادت پڑ جائے کہ تم مامور ہو بھی کہ نہیں کیسے ممکن ہے کہ جن کو خاص کاموں پر مامور کیا جائے ان کی اطاعت کے متعلق سوال اٹھائیں۔

پس بہترین اطاعت وہ ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے شروع ہوتی ہے۔ اور بہترین دعوت الی اللہ وہ ہے جو دعوت الی الخیر سے شروع ہوتی ہے۔ یہ تین باتیں اگر جماعت احمدیہ مضبوطی سے پکڑ لے تو جماعت احمدیہ کی ہمیشہ کی بقاء کے لئے جب تک وہ ان باتوں پر قائم رہے یہ ضمانت ہو جائیں گی۔ یہ تین باتیں اگر جماعت مضبوطی سے پکڑ لے تو ان کی دعوت الی اللہ میں بھی غیر معمولی طاقت پیدا ہو جائے گی اور بنی نوع انسان ان کو اپنا سچا ہمدرد سمجھنے پر مجبور ہوں گے۔ لیکن ایک اور فائدہ جو میرے پیش نظر ہے وہ یہ ہے کہ دعوت الی اللہ کے ساتھ جب یہ فرمایا "و عمل صالحاً" تو اس کا تعلق صرف دعوت الی اللہ سے نہیں بلکہ "يدعونَ الى الخَيرِ وَ يَامرونَ بالمَعروف وَ ينهونَ عَن المنكر" سے بھی ہے کیونکہ قرآن کریم یہ بات خوب کھول رہا ہے کہ اگر تم بدکردار ہو تو تمہیں نیکیوں کی طرف بلانے کا حق نہیں رہتا۔ اگر تم جھوٹے ہو تو تم سچائی کی طرف بلانے کی طاقت نہیں رکھتے۔

آپ جتنی سچائی کے ساتھ اپنے آپ کو نیکیوں کا حکم دیں گے اپنے وجود کو بدیوں سے روکنے کی کوشش کریں گے جوں جوں آپ کا قدم آگے بڑھے گا آپ میں ایک قوت قدسیہ پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

بعض دفعہ ایک کمزور آدمی بھی مجبور ہے ان اوامر کی طرف بلانے پر جو قرآن کریم نے بیان فرمائے ہیں اوامر کے طور پر۔ لیکن جتنا وہ ان اوامر پر خود عمل نہ کرتا ہو، ان احکامات پر جس حد تک وہ خود عاری ہو عمل کرنے سے اس حد تک اس کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ اور ضروری نہیں کہ ایک شخص جب تک کمال درجے کی نیکی کی انتہاء تک نہ پہنچ جائے اس وقت تک کسی کو نیکی کی طرف بلائے نہ۔ یہ تو ناممکن ہے کیونکہ اس صورت میں سب نیکی کی طرف بلانے والے ہار کے بیٹھ رہیں گے اگر وہ اپنی بدیوں پر نظر ڈالیں اپنی کمزوریوں پر نگاہ رکھیں تو کوئی بھی اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھے گا کہ وہ لوگوں کو نیکی کی طرف بلا سکے۔ پس مراد یہ ہے کہ توجہ رکھنا اس بات کی طرف، تقویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ جب تم بلاؤ تو اپنے نفس کی بھی نگرانی کرو۔ جہاں تک دنیا کا تعلق ہے تمہاری بات میں طاقت تبھی پیدا ہوگی اگر دنیا کو کم سے کم یہ معلوم ہو کہ جن باتوں کی طرف تم بلاتے ہو تم دیانت داری سے ان کو قبول کرتے ہو، جہاں تک توفیق ہے ان پر عمل کی کوشش کرتے ہو۔

یہ جو شرط ہے "جہاں تک توفیق ہے" یہی وہ شرط ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیعت میں داخل فرما دی۔ بیعت کے الفاظ میں داخل فرما کر ہر ایسے شخص کو ایک قسم کی جرات تو نہیں کہنا چاہئے ایک قسم کا حوصلہ دیدیا جو اتنا بڑا عہد کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ مجھ سے ایک دفعہ ایک غیر مسلم نے جو بیعت کا ارادہ کر چکا تھا یہی سوال کیا کہ دل تو میرا بہت چاہ رہا ہے مگر اتنا بڑا وعدہ ہے جس کے لئے ہمت نہیں پڑتی۔ تو میں نے کہا تم الفاظ پر غور کرو اس میں یہ ہے کہ میں کوشش کرتا رہوں گا۔ کیا تم دیانت داری سے نیکی کی کوشش بھی نہیں کرو گے تو فوراً اس کو شرح صدر نصیب ہو گیا۔ اس نے کہا نیکی کے جس مقام پر بھی ہو کوشش تو کرنی ہی کرنی ہے اور بدی سے چھٹکارے کی بھی کوشش ہی ہوتی ہے۔ مگر کوشش میں اور کوشش میں فرق ہوتا ہے۔ ایک کوشش وہ ہے جو خالص نیت کے ساتھ اس پختہ ارادے کے ساتھ کی جاتی ہے کہ جب تک طاقت ہے میں یہ ہمت نہیں چھوڑوں گا، یہ کوشش نہیں چھوڑوں گا کہ بدیوں کو ترک کروں اور نیکیوں کو اختیار کروں۔ ایک کوشش کا مطلب ہے کہ خیال ہے

کہ ہاں چھوڑ دیں گے لیکن باہمت ارادہ پیدا نہیں ہوتا اور باہمت عمل اس کے پیچھے نہیں آتا۔ ایسی کوشش بے معنی ہے۔ پس نیکی اور بدی کا آخری فیصلہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے کرنا ہے وہ اس بات پر ضرور نگاہ رکھتا ہے اور احادیث نبویہ سے یہ قطعاً ثابت ہے کہ کوشش میں سچائی تھی کہ نہیں۔ اگر کوشش سچی ہے تو عہد بیعت سچا ہے۔ اگر کوشش سچی ہے تو آپ کو خیر کی طرف بلانے کا حق ہے۔ اگر کوشش سچی ہے تو معروف کی طرف بلانے کا حق ہے، چاہے آپ میں خامیاں بھی موجود ہوں۔ کوشش سچی ہے تو بدیوں سے روکنے کا حق ہے چاہے آپ میں خامیاں موجود ہوں۔ مگر خامیوں کو پالتے ہوئے، ان کو اس طرح قبول کرتے ہوئے گویا وہ آپ کی زندگی کا حصہ بن گئے ہیں پھر جب آپ یہ کام کریں گے تو اس کو منافقت کہتے ہیں اور منافقت میں کوئی برکت نہیں ہوتی۔ پس آپ نے اپنی کمزوریوں کے باوجود دعوت الی اللہ کرنی ہے۔ آپ نے اپنی کمزوریوں کے باوجود نیکیوں کی طرف یا معروف باتوں کی طرف بلانا ہے اور بدباتوں سے روکنا ہے اور آپ نے پوری کوشش کرنی ہے کہ آپ میں نفاق نہ ہو۔ نفاق تب پیدا ہوتا ہے اگر انسان ایک چیز کو قبول کرکے اس پر قائم ہوتے ہوئے راضی ہو کر پھر یہ دکھاوا کرے کہ میں تو روک رہا ہوں، میں تو نہیں ایسا۔ اگر اس پہلو سے کوئی شخص کرتا ہے تو وہ بہت بڑا جرم ہے جو کفر سے بھی بڑھ جایا کرتا ہے۔ اس لئے ان احتیاطوں کو پیش نظر رکھیں کیونکہ نیکی کا مضمون احتیاط کے تقاضے رکھتا ہے اور ان تقاضوں کا مثبت جواب ہمیں دینا ہوگا۔ بہت باریک محنت کا مضمون ہے، باریک نظر کا مضمون ہے۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں جماعت احمدیہ ان باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حق ادا کرنے کی کوشش کرے گی۔

اس کے ساتھ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اس کی اصلاح لازم ہے جب بھی ایک شخص کہتا ہے یہ کام نہ کرو تو اگر اس کا ضمیر زندہ ہے تو اسے خود بخود بتائے گا، ہیں ہیں تم کس بات سے روک رہے ہو تم تو یہی کام کرتے ہو۔ پھر اگر وہ مجبور ہے دعوت دیتے چلے جانے پر تو اس کے اندر ایک عجز پیدا ہوگا، ایک انکساری پیدا ہوگی، ایک غم پیدا ہوگا دعاؤں کی طرف متوجہ ہوگا۔ وہ کہے گا اے خدا مجھے تونے مامور کر دیا ہے بے اختیار ہوں میری بدیاں بھی مجھ پر قابو پائے ہوئے ہیں تو ہی ہے جو مجھے ان سے نجات بخشے۔ تو اس احساس کے ساتھ نیکی کے حصول کے لئے ایک ایسی گہری تڑپ پیدا ہو جاتی ہے اور دعاؤں کے ذریعے اس تڑپ کو ایک تقویت نصیب ہوتی ہے۔ ایک اندرونی طاقت پیدا ہو جاتی ہے اس تڑپ میں جس کی وجہ سے باالآخر نیکیوں کو غلبہ مل جاتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو مثبت فوائد نصیحت کرنے والے کے لئے رکھتا ہے اور نیکی کی طرف بلانے والے کے لئے رکھتا ہے، بدیوں سے روکنے والے کے لئے رکھتا ہے۔

اگر اس طریق پر آپ اس آیت کریمہ پر عمل کریں تو ایک مسلسل اصلاح کا نظام جاری ہوگا۔ آپ صاحب امر ہوں گے دوسروں کے لئے تو اپنے لئے بھی صاحب امر ہوں گے۔ اور وہی امر کا مالک ہے جو اپنی دنیا پر بھی حکومت کرتا ہے۔ اور غیر کی دنیا پر بھی حکومت کرتا ہے۔ اور غیر پر امر کی طاقت اپنے پر امر کی طاقت سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی کا نام قوت قدسیہ ہے۔ ورنہ قوت قدسیہ کا اور کوئی مضمون نہیں ہے، کوئی مفہوم نہیں بنتا۔ آپ جتنی سچائی کے ساتھ اپنے آپ کو نیکیوں کے حکم دیں گے اپنے وجود کو بدیوں سے روکنے کی کوشش کریں گے جوں جوں آپ کا قدم آگے بڑھے گا آپ میں ایک قوت قدسیہ پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ پھر جب آپ غیروں کو روکیں گے اور غیروں کو بلائیں گے کسی اچھی بات کی طرف تو آپ کی آواز میں طاقت پیدا ہو جائے گی، کسی دلیل کی محتاج نہیں۔

یہ طاقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم میں اس درجہ بڑھ گئی کہ آپ کا قرب ہی نیک کر دیتا تھا۔ آپ کا محض تلاوت کرنا ہی اتنی بڑی طاقت پیدا کر دیتا تھا کہ کسی سمجھنے کی ضرورت نہیں رہتی تھی، کسی حکمت کی ضرورت نہیں رہتی تھی۔ اپنی ذات میں آپ زندہ کرنے والے وجود بن گئے تھے، مردوں سے زندہ کر دیتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مضمون کو آپ کے حوالے سے کھولا اور بیان فرمایا کہ یہ فرق ہے پہلے انبیاء میں جن کے مطیع دوسرے انبیاء ہوا کرتے تھے اور اس نبی میں جس کا مطیع آج میں ہوں۔ عیسیٰؑ نہیں کہہ سکتا، نہ اس نے کبھی کہا کہ اے موسیٰؑ تجھ پر سلام تو نے مجھے زندہ کر دیا مگر میں اپنے آقا پہ سلام بھیجتا ہوں دن رات درود بھیجتا ہوں اور کہہ سکتا ہوں اور کامل یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہاں اے میرے آقا تو نے مجھے زندہ کر دیا اگر تو نہ ہوتا تو میں بھی نہ ہوتا۔ اور فرمایا یہ قوت قدسیہ تیرہ سو سال میں بھی کمزور نہیں پڑی۔ آج بھی اسی طرح مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت رکھتی ہے جیسے اس وقت رکھتی تھی جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اس دنیا میں موجود تھے اور قیامت تک یہ زندہ کرتی رہے گی۔

نیک کاموں کی طرف بلانے کا مطلب لازم نہیں کہ خدا کی طرف بلایا جائے مگر خدا کی طرف بلانے کا لازماً یہ مطلب ہے کہ نیک کاموں کی طرف بلایا جائے۔

پھر جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے غلام ہیں ان میں بھی درجہ بدرجہ یہ قوت آتی ہے اور آسکتی ہے اگر ان نصائح پر عمل کیا جائے، جو قرآن کریم نے پیش فرمائیں اور جن کی تشریحات احادیث نبویہ سے ملتی ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور یہ حدیث مسند حضرت امام اعظم کتاب الادب سے لی گئی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا نیک باتوں کا بتانے والا ان پر عمل کرنے والے کی طرح ہوتا ہے۔ اب دیکھیں کیسا پیارا کلام ہے، حیرت انگیز، عام طور پر لوگ اس کا یہ مطلب لیتے ہیں صرف کہ جو نیک باتوں کی طرف بلاتا ہے اس کو بھی ثواب ملے گا گویا اس نے عمل کر لیا حالانکہ یہ مضمون زیادہ وسیع ہے۔ فرمایا میری امت کے نیکی کی طرف بلانے والے عمل میں بھی نیک ہوتے ہیں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ نیکی کی طرف بلائیں اور خود نیک نہ ہوں۔

اور پھر دوسرا وعدہ بھی اس میں شامل ہوگیا تمہارے بلانے کی وجہ سے اگر نیک عمل پیدا ہوں گے تو ان کا ثواب بھی تمہیں ملے گا۔ تھوڑے سے کلام میں کتنے حیرت انگیز مضامین کے سمندر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سمو دیا کرتے تھے۔ ان کتابوں میں جب آپ دیکھیں گے تو ساتھ یہ لکھا ہوتا ہے یعنی عمل کرنے والے کا ثواب اس کو بھی ملے گا اور اصل بات بھول جاتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ میری امت میں مجھ سے نیکی سیکھنے والوں میں یہ بات ناممکن ہے کہ کسی نیک عمل کی طرف بلا رہے ہوں اور اس نیک عمل کی ان کو توفیق نہ ہو۔ پس اس پہلو کو مدنظر رکھ کر ہم نے داعی الی اللہ بھی بننا ہے اور آمر بالمعروف اور ناہی عن المنکر بننا ہے۔ یعنی معروف باتوں کی طرف بلانے والا، ان کی ہدایت کرنے والا اور بدیوں سے روکنے والا۔

حضرت زید بن ثابتؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس وقت تک انسان کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ اب اس حدیث کو میں نے عمداً یہاں رکھا ہے حالانکہ بظاہر اس مضمون سے تعلق نہیں ہے۔ کسی بھائی کی حاجت روائی کرنا ایک نیکی ہے جو کسی اور کی ضرورتیں پوری کرتا ہے اللہ اس کی ضرورتیں پوری کرتا ہے۔ پس اگر کوئی محض اللہ کی خاطر کسی کی نیکی کی ضرورتیں پوری کر رہا ہو اسے بدیوں سے روک رہا ہو اور للہ کر رہا ہو اور اس کے اندر کمزوریاں ہوں اور نیت پاک ہو تو یہ حدیث اس کے لئے بھی ایک خوش خبری ہے کہ جب تک وہ خدا کی خاطر بھلائیوں کی تعلیم دیتا ہے اور بدیوں سے روکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اندر بھلائیاں پیدا کرتا چلا جاتا ہے اور بدیوں سے اس کو روکتا چلا جاتا ہے۔

اور یہ میرا ساری زندگی کا تجربہ ہے مختلف تنظیموں میں میں نے کام کیا ہے وہ کام کرنے والے جو للہ ان باتوں پر مامور ہو جایا کرتے ہیں، مقرر کر دیئے جاتے ہیں ہمیشہ ان کے اخلاق، ان کے اعمال میں ترقی ہوتی ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک شخص خدام الاحمدیہ کے کسی چھوٹے سے عہدے سے کام شروع کرے اور اس میں کمزوریاں ہوں اور اوپر تک جاتے جاتے وہ ساری کمزوریاں اسی طرح رہیں یا خوبیاں کم ہوں اور پھر بھی کم خوبیوں کے ساتھ وہ اوپر بڑھتا چلا جائے، کم خوبیوں کے ساتھ ہی وہ اوپر ترقی کرتا جائے اس کا ہر دن بدلتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کے اندر پاک اخلاق پیدا ہوتے ہیں اس کی شخصیت میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ اور لازماً اگر وہ اخلاص کے ساتھ خدمت کرتا ہے تو باالآخر نیک انجام کو پہنچتا ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مدد ہے جو فطری تقاضوں کے طور پر بھی ہے اور غیر معمولی بیرونی مدد کے طور پر بھی آتی ہے۔ اور صاحب تجربہ جانتے ہیں کہ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ اس کی کمزوریاں دور کرنے کے لئے ایسے سامان پیدا کرتا چلا جاتا ہے کہ اچانک اس کو نصیحت آتی ہے۔ بعض دفعہ ٹھوکریں کھاتا ہے، بعض دفعہ محبت اور پیار کے رستے سے اس کی تربیت فرماتا ہے۔ مگر جب تک وہ دوسروں کی تربیت میں ہے خدا ضرور اس کی تربیت کے سامان کرتا ہے۔ یہ وعدہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ہمیں دیا۔

ایک اور حدیث ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے مسلم کتاب الذکر میں باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن و علی الذکر، یہ عنوان ہے اس حدیث کا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی بے چینی اور تکلیف کو دور کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بے چینیوں اور تکلیف کو اس سے دور کرے گا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا یہ عمل جس کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہ محض دنیا کی اصلاحوں سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس دنیا کی زندگی میں جو باتیں ٹھیک ہونے سے رہ بھی جائیں، ان کی اصلاح نہ بھی ہو سکے خدا تعالیٰ اتنا اجر عطا فرماتا ہے نیکی کی طرف بلانے والے اور بدیوں سے روکنے والے کو کہ اس کی وہ بے چینیاں دور کر دیتا ہے جو ان اعمال کے نتیجے میں ہیں جو اصلاح پذیر نہ ہو سکیں، ان کمزوریوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں جن کی اصلاح نہ ہو سکی، جن کو دور نہ کیا جا سکے تو اللہ تعالیٰ کا اجر کا معاملہ اس دنیا سے بھی تعلق رکھتا ہے اس دنیا سے بھی تعلق رکھتا ہے۔

اس سے زیادہ عظیم نصیحت کرنے والا کب دنیا میں کسی نے دیکھا۔ ناممکن ہے۔ ساری کائنات میں مصلحین پر نظر ڈال کے دیکھ لیں محمد رسول اللہ سے بڑھ کر، صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم، گہرائی میں اتر کر نصیحت کرنے والا اور ایسی نصیحت کرنے والا جو کھینچ لے بڑی قوت کے ساتھ۔ کبھی آپ کہیں دنیا میں نہیں دیکھیں گے نہ ہو سکتا تھا، نہ ہوا ہے، نہ آئندہ ہوگا مگر آپ جو ہیں آئندہ کسی الگ ناصح کی اس لحاظ سے ضرورت نہیں کہ جو ناصح بھی اٹھے گا آپ ہی کی نصیحتیں لے کے اٹھے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کب اپنی طرف سے کچھ مزید اضافہ کیا وہی کاروبار ہے جسے لے کر چلے ہیں اور اسی میں طاقت ہے۔ مگر ضرورت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی نصیحت کو یا نصائح کو غور سے دیکھیں اور ان میں جوڑ ملائیں اور معلوم کریں کہ یہ کس مضمون سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ جب آپ ان کو سمجھیں گے تو حیرت کے سمندر میں غرق ہو جائیں گے یہ کتنا عظیم نبی ہے۔

اور اب اصلاح کی طرف بلانے کے لئے دیکھیں کتنی پیاری بات ہے کہ تمہارا اس سے بہتر سودا اور کیا ہو سکتا ہے۔ تم نیکیوں کی طرف بلا رہے ہو خدا کی خاطر گرد تمہاری کمزوریاں ہیں جنہیں تم دور کرنے کی

کوشش کرو گے تو تمہاری نیکیوں کی آواز میں طاقت پیدا ہو جائے گی اور جو تمہاری طاقت نہیں ہے وہ آسمان سے اترے گی اور اللہ تمہارا مددگار بن جائے گا۔ تمہاری کمزوریاں دور کرتا رہے گا اور تمہاری نصیحت پر جو نیک عمل کرے گا اس کے اجر بھی تمہیں دیتا رہے گا۔ اور اگر کمزوریوں سمیت تم مر گئے اور اس سفر کا ابھی انجام نہیں تھا یعنی اس کی آخری منزل نہیں پہنچی تھی اور تم پہلے مر گئے تو اللہ تعالیٰ اس بات کا بھی ضامن ہے کہ تمہاری کمزوریوں کے نتیجے میں جو بے چینیاں اور کرب تمہیں آخرت میں ستانے تھے ان کو دور فرما دے گا۔ کتنا عظیم سودا ہے، کتنا عظیم الشان وعدہ ہے جو ایک چھوٹی سی بات سے تعلق رکھتا ہے کہ خلوصِ نیت سے نیکی کی طرف بلائیں، خلوص نیت اور پیار کے ساتھ بدیوں سے روکنے کی کوشش کریں۔

بہترین اطاعت وہ ہے جو امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر سے شروع ہوتی ہے۔
اور بہترین دعوت الی اللہ وہ ہے جو
دعوت الی الخیر سے شروع ہوتی ہے۔

اس حدیث کی آگے تفاصیل ہیں۔ ان کو براہ راست اس مضمون سے اگر نہ بھی باندھا جائے تو پھر بھی وہ بہت ہی گہرا اثر رکھنے والی نصیحتیں ہیں اس لئے میں وہ ساری آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرمایا جس شخص نے کسی تنگ دست کو آرام پہنچایا اس کے لئے آسانی مہیا کی اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے لئے آسانیاں مہیا کرے گا۔ اب تنگ دست کے لئے آسانی مہیا کرنا جو شخص ایسا کرتا ہے وہ نصیحت بھی تو کرتا ہے۔ اس لئے کلیتہً بے تعلق بات نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم فرماتا ہے "**و تواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمة**" مومن وہ ہیں جو کمزوروں اور مجبوروں کو صبر کے ساتھ نصیحت کرتے ہیں اور آگے رحمت کی نصیحت کرتے ہیں کہ تم بھی لوگوں سے رحمت کا سلوک کرو اور سب سے زیادہ غریبوں کی ضرورت پوری کرنے کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے توجہ دلائی ہے۔ تو آپؐ بتا تو نہیں رہے کھل کے کہ تم سب کی نیکیوں کا اجر خدا مجھے بھی دے گا مگر آپ کو سمجھانے کی خاطر آپ کے نفس کے حوالے سے وعدہ دے رہے ہیں کہ تم اگر کرو گے تو تمہارے دائرہ کار میں جہاں جتنی جتنی بھی نیکی پھیلے گی اللہ اس کا اجر دے گا، جتنے دکھ دور ہوں گے خدا تمہیں ان کا اجر دے گا۔

پھر فرماتے ہیں جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اب یہ جو نصیحت ہے اس کا ہمارے معاشرے سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ پردہ پوشی کا مضمون بہت اہم ہے۔ انفرادی کمزوریاں جو ہیں ان میں پردہ پوشی کا ہی حکم ہے۔ لیکن وبائی کمزوریوں میں پردہ پوشی کا حکم نہ صرف یہ کہ نہیں ہے بلکہ ایک جرم بن جاتی ہے۔ ہر وہ معاملہ جس کا دین کی بقاء سے تعلق ہو ہر وہ معاملہ جس کا اسلامی معاشرے کی حفاظت سے تعلق ہو اگر کوئی ایسی بات کرتا ہے جو اس معاشرے میں رخنہ ڈالنے والی ہو جو نظام کو کمزور کرنے والی ہو اس کے متعلق پردہ پوشی کا کہیں کوئی حکم نہیں ہے۔ بلکہ قرآن فرماتا ہے لازم ہے کہ وہ تم اولوالامر لوگوں کی طرف پہنچایا کرو۔ جب ایسی باتیں سنو تمہارا فرض ہے کہ وہ جن کو خدا نے عقل اور فہم عطا کیا ہے، جو جانتے ہیں کہ پیچھے کیا کیا محرکات کام کر رہے ہیں جو تجزیہ کر سکتے ہیں یعنی اس کی بدیوں سے جماعت کی حفاظت کر سکتے ہیں فرمایا ان تک ضرور پہنچاؤ اور وہاں صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تک پہنچانے کا حکم نہیں بلکہ سب ایسوں کی طرف پہنچانے کا حکم ہے۔ یعنی جمع کا صیغہ ایسا استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں اگر ایک جگہ کوئی امیر ہے اس کے چھوٹے دائرے میں بھی کوئی ایسی حرکت ہو رہی ہے تو پردہ پوشی کے نام پر آپ کہیں کہ اس نے بات تو ایسی کی تھی جس سے جماعت کو نقصان پہنچتا تھا، جس سے جماعت کے وقار کو ٹھوکر لگتی تھی، جس سے لوگوں کے اخلاص کو صدمہ پہنچتا تھا مگر ہم نے دیکھو پردہ پوشی کرلی، یہ پردہ پوشی نہیں ہے۔ یہ بے وفائی ہے سلسلے کے اعلیٰ مفادات سے اور جماعت سے بے وفائی ہے جس کو نقصان پہنچے گا۔

مگر ایک شخص کمزوری کرتا ہے چھپ کے کرتا ہے، وہ خدا کی آنکھوں سے تو چھپ نہیں سکتا بنی نوع انسان سے کم سے کم شرم تو کرتا ہے، آپ اس کی کمزوری پر اطلاع کرتے ہیں اور اس کا چرچا کر دیتے ہیں یہ پردہ پوشی کے خلاف ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تم ایسا کرو گے تو خدا اپنی ستاری کا پردہ تم سے بھی اٹھا لے گا۔ اور اگر خدا کی ستاری نہ رہے تو ہر انسان ننگا ہے۔ یہ تو وہ حمام ہے جس میں سب کی نظر ہے۔ شیشے کا حمام ہے ہر کوئی دیکھ لے گا اگر خدا کی طرف سے ستاری کا پردہ نہ ہو۔ ہر لمحہ خدا کی ستاری کے اندر چھپے ہوئے ہم زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو یہ زندگی دنیا ہی میں جہنم بن جاتی۔ تو اس لئے یہ مضمون اچھی طرح سمجھ لیں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پردہ پوشی کا حکم دیتے ہیں تو وبا والی بیماریوں سے پردہ پوشی کا حکم نہیں دیتے۔ جس شخص میں وبائی بیماری ہے اور آگے پھیلا سکتا ہے اس کی اطلاع اولوالامر کو کرنا جہاں جہاں بھی وہ اولوالامر ہو لازم ہے۔ اور جہاں اس کی ذاتی کمزوری ہے اور اس کمزوری کے علم سے کسی کو فائدہ نہیں ہوگا بلکہ نقصان کا خطرہ ہے ایسی صورت میں اگر کوئی پردہ دری کرتا ہے تو اپنا نقصان کرے گا، اپنی عاقبت خراب کرے گا اور قوم کو نقصان پہنچائے گا۔ قوم کو نقصان اس طرح پہنچتا ہے کہ مثلاً بعض جماعتوں کی طرف سے مجھے بعض لوگ لکھتے ہیں کہ فلاں امیر صاحب ہیں ان میں یہ یہ کمزوریاں ہیں اور ہم نے جب یہی بات کی تھی تو لوگ ہمارے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ ہمارا کیا جرم ہے؟ سچ بولا ہے ہم نے۔ سوال یہ ہے کہ تمہارے متعلق بھی اگر سچ بولے جائیں اس طرح تو تمہارا کیا حال رہے گا۔ تمہاری بیوی بچوں کے متعلق ایسے سچ بولے جائیں تو تمہارا کیا حال رہے گا۔ اگر وہ ایسی کمزوریاں ہیں جو منظر عام پر نکلی ہیں تو پھر بھی تمہارا فرض یہ نہیں ہے کہ تم لوگوں کو بتاؤ۔ پھر تم پر لازماً یہ فرض بن جاتا ہے کہ بالا افسران تک اس کو پہنچاؤ یا اس کو مل کر نصیحت کرو۔ اگر وہ کام نہیں کرتی تو بالا افسران تک پہنچاؤ۔ اگر وہاں شنوائی نہیں ہوتی تو اوپر پہنچاؤ جہاں تک بندوں میں تمہاری رسائی ہے تمہارا فرض ہے کہ پہنچاتے چلے جاؤ کیونکہ اب یہ کمزوری ذاتی نہیں رہی بلکہ فحشاء بن گئی ہے۔ مگر ذاتی کمزوریوں کا جہاں تک تعلق ہے قرآن حدیث میں پردہ پوشی کا ہی حکم ہے اور اللہ بھی پردہ پوشی فرماتا ہے۔ پس ایسے لوگ جو لوگوں کے پردے کھینچتے ہیں اللہ ان کے پردے کھینچ لیا کرتا ہے۔

اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ قیامت کے دن بھی یہی حیاء کا پردہ ہے جو آپ اپنے لئے رکھتے ہیں اور اپنے بھائی کے لئے بھی رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی ستاری کا پردہ بن جائے گا۔ اگر اس دنیا میں آپ یہ حیاء کا پردہ چاک نہ کر دیں، نہ اپنے لئے رکھیں نہ غیر کے لئے رکھیں تو قیامت کے دن بھی آپ کے لئے کوئی ستاری کا پردہ آپ کی بدیوں کو ڈھانپنے کے لئے نہیں اترے گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے یہ حوالہ دیا ہے جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ یہ ہے محمد رسول اللہ کا کلام، حیرت انگیز ہے۔ کوئی اپنی طرف سے بنانے والا جس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے آسمان سے روشنی نہ اتری ہو اس قسم کی باتیں نہیں کیا کرتا۔ وہ نقد نقد سودے کی باتیں کرے گا۔ وہ کہے گا تم پردہ پوشی کرو تمہاری بھی پردہ پوشی ہوگی۔ لیکن آخرت کا حوالہ دے کر اس مضمون کو بہت وسعت دیدی ہے۔ فرمایا اس دنیا کی پردہ پوشی نہ بھی ہو تو اتنا فرق نہیں پڑتا مگر اس بھری دنیا میں جو پردہ دری ہو رہی ہو جبکہ اگلے پچھلے سب جمع ہوں اور وہ کیسے ہوگی اللہ بہتر جانتا ہے ورنہ ہماری محدود عقل میں ان صلاحیتوں کا تصور ہی نہیں کہ آغاز سے لے کر انجام تک کے انسان اکٹھے ہوں اور ان کی باتوں پہ کہیں پردے ڈالے جا رہے ہیں کہیں پردہ دری ہو رہی ہے اور ہر انسان سمجھ رہا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو صلاحیتوں کے تیز ہونے سے تعلق رکھتا ہے، حسیات کے دائروں کے پھیلنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اور قرآن کریم یہی وعدے فرما رہا ہے کہ قیامت کے دن تمہیں ایسی تیز حسیں عطا کی جائیں گی کہ جن باتوں کا تم پہلے کوئی شعور نہیں رکھتے تھے وہ شعور تمہیں نصیب ہو جائے گا۔ پس ہوگا ضرور۔ جو بات آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے فرمائی لازماً ہو کر رہنے والی بات ہے۔ پس ڈراتے ہیں کہ تم آخرت کی پردہ دری سے ڈرو۔ یہاں اگر تم اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرو گے تو یاد رکھو قیامت کے دن یا قیامت کے بعد جب آخری حساب فہمی ہوگی اللہ تعالیٰ تم سے بھی پردہ پوشی کا سلوک فرمائے گا۔

"اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد کے لئے تیار رہتا ہے جو اپنے بھائی کی مدد کے لئے تیار ہو"۔ اب ان سب باتوں میں جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا "**و تواصوا**" کا مضمون داخل ہے۔ اس لئے آپ اگر یہ سمجھیں کہ یہ بے تعلق باتیں ہیں، کلیتہً بے تعلق نہیں ہیں۔ مومن وہ ہے جو نیکیوں کی تعلیم دیتا ہے نیکیوں میں ایک دوسرے کا مددگار بنتا ہے اور یہ دونوں باتیں اکٹھی ہو کر "**و تواصوا بالصبر و تواصوا بالمرحمة**" کی نصیحت بن جاتی ہیں۔ پس بظاہر یہاں تعاون کی بات ہو رہی ہے۔ اپنے بھائی سے تعاون کرو، اس کی ضرورتیں پوری کرو، اس کی پردہ پوشی کرو اس کے حوائج جتنے بھی ہیں اس کو پورا کرتے ہوئے تمہیں تکلیف بھی اٹھانی پڑے تو تکلیف اٹھاؤ۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ اس کا نصیحت سے تعلق نہیں مگر قرآن کریم فرماتا ہے کہ جو کام تم نیک کرتے ہو اس کی نصیحت بھی کیا کرو۔ غریبوں سے ہمدردی کرو تو ہمدردی کی نصیحت بھی کیا کرو۔ پس اس مضمون کا نصیحت کے ساتھ از خود تعلق قائم ہو جاتا ہے۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی نصیحت کا انداز بھی درجہ بدرجہ آگے بڑھتا ہے۔ پہلے ان بنیادی باتوں کی تعلیم دیتے ہیں جن کے بغیر انسان اعلیٰ مضامین کی طرف بڑھ ہی نہیں سکتا۔ اور پھر ان مضامین کا ذکر کرتے ہیں تو بے اختیار روح سے آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے لئے درود کی آوازیں اٹھتی ہیں۔ دعائیں تو سوچ کر کی جاتی ہیں مگر اگر آنحضورؐ کے احسانات پر آپ نظر ڈالیں تو بے اختیار آپ کی روح سے آوازیں اٹھیں گی۔ ناممکن ہے کہ ان آوازوں کے ساتھ درد کی چیخیں شامل نہ ہوں۔ کیونکہ ایک محسن کا احسان جب غلبہ کر لیتا ہے، جب چھا جاتا ہے اس کی روح پر تو اس وقت بے اختیار ان آوازوں میں ایک درد پیدا ہو جاتا ہے، ایک قوت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ آوازیں لازماً آسمان کی بلندیوں تک پہنچتی ہیں۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم پھر علم کا مضمون سکھا کر پھر درس و تدریس کی روحانی تربیت کی باتیں فرماتے ہیں۔

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے سکینت عطا فرمائے گا اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو ڈھانپ لے گی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے ڈھانپے رکھتی ہے، فرشتے اسے گھیرے رکھتے ہیں جب تک کہ وہ ان باتوں میں مصروف رہتا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں دیکھیں ترقی کہاں سے کہاں تک جا پہنچی ہے۔ اب ایسا شخص جو علم کو خدمت دین کے لئے، خدمت بنی نوع انسان کے اعلیٰ تقاضوں کی خاطر استعمال کرے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے مقربین میں اس کا ذکر کرتا ہے۔ اس دنیا میں آپ باتیں کر رہے ہیں نیکی کی اور آپ کا ذکر اوپر کی مجلسوں میں چل رہا ہے۔ غالب تو کہتا ہے:

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے بایں ہمہ
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

برائی کے باوجود اگرچہ برا ہی ذکر ہے مجھے خوشی ہے کہ میرا ذکر اس محفل میں ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جو ان محافل کے رازدان ہیں، آپؐ فرماتے ہیں کہ تمہارا بھلائی سے ذکر چلے گا اور اللہ اپنے مقربین میں تمہارا پیار سے ذکر کرے گا۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

مجلس سوال و جواب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۹۵ء کو ایک مجلس سوال و جواب میں جو گفتگو فرمائی تھی اس کا ایک حصہ افادہ احباب کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ اسے مکرم ملک یوسف سلیم صاحب نے مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء (مدیر)۔

—○○—

ماں کے قدموں کے نیچے جنت کے حقیقی معنی

ایک بچے کا سوال تھا کہ حدیث میں ہے کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ اگر ایک شخص برا کام کرتا ہے لیکن ماں کی خدمت بھی کرتا ہو تو کیا وہ جنت میں جائے گا۔

حضور نے فرمایا ماں کے قدموں میں جنت کا مطلب یہ ہے کہ ماؤں کو توجہ دلائی گئی ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے ذریعہ جنت پا سکتی ہے۔ تمہارے قدموں میں جنت پڑی ہوئی ہے اگر تم ان کو دو۔ اگر جنمی ماں ہو اور بری تربیت کرے تو ایسی ماں کے قدموں سے جنت نہیں ملے گی، جہنم ملے گی۔ اس لئے خدمت کی بات لوگوں نے یونہی بنالی ہے۔ ماں کے قدموں تلے جنت سے مراد یہ ہے کہ ماں تربیت کے لئے سب سے اہم مقام رکھتی ہے۔ اگر نیک مائیں ہوں تو ان کی اولاد ان کے قدموں میں سے جنت لے لے گی۔ یہ مفہوم اس کے اندر داخل ہے ورنہ اس حدیث کے کوئی معنی نہیں بنتے۔ ماؤں کو نصیحت ہے کہ تم نیک بنا تا کہ تمہاری اولاد تمہارے پاؤں سے جنت پا لے۔ اگر بد بنوگی تو پھر ان ماؤں کے پاؤں سے جنت نہیں مل سکتی۔

—○○—

انسانی زندگی اور کیمیکل مواد کا باہمی تعلق

ایک دوست نے سوال کیا کہ زیادہ گوشت کھانے سے انسان کے اعمال پر برا اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح بعض ادویہ اور کیمیکل مواد کا بھی اثر ہوتا ہے مثلاً خودکشی کا رجحان، شدید غصہ، قتل کرنا وغیرہ۔ اگر یہ برے اعمال مختلف کیمیکل مواد کے باعث ہی ہوتے ہیں تو پھر توبہ کا کیا جواز ہے۔ انسان توبہ کیوں کرے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا آپ نے کیمیکل مادوں کی ایک فرضی بات بنالی ہے کہ خودکشی اس سے ہوتی ہے۔ آپ کے ہر فعل کے پیچھے کوئی نہ کوئی کیمیکل مادہ کام کر رہا ہوتا ہے۔ آپ نے مجھ سے سوال کیا ہے اس کے پیچھے بھی کیمیکل مادوں میں حرکت ہوئی ہے۔ ان کے آپس میں ملنے جلنے سے کچھ حصے ٹوٹے ہیں ان سے انرجی پیدا ہوئی ہے۔ اس کو دماغ نے استعمال کیا ہے۔ پس کیمیکل ری ایکشن کے بغیر انسانی زندگی بلکہ حیوانی زندگی کا ایک ذرہ بھی حرکت میں نہیں آسکتا۔ اس لئے اسے محض خودکشی کی طرف لگانا جائز نہیں ہے۔ ہر فعل کے پیچھے کوئی کیمیکل حرکت ہو رہی ہے۔ اس کے باوجود آپ کسی کو قتل بھی کر سکتے ہیں اور نہیں بھی کر سکتے۔ پس وہ کیمیکل ری ایکشن جس کے نتیجہ میں آپ قتل پر آمادہ ہوتے ہیں وہ آپ کے اختیار میں ہے اور یہ جو روح ہے جس کو خدا نے فیصلے کی طاقت بخشی ہے۔ یہی انسان کے اعمال کی اصل ذمہ دار ہے۔ کیمیکل ری ایکشنز بعد میں ہوتے ہیں روح پہلے فیصلہ کرتی ہے۔

—○○—

امتحان اور ابتلاء ایک ہی چیز کے دو نام ہیں

اس سوال پر کہ امتحان اور ابتلاء کے مضمون میں کیا فرق ہے؟ حضور نے فرمایا بڑا فرق ہے۔ حضور نے سوال کرنے والے دوست سے دریافت فرمایا کہ آپ زمیندار ہیں؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو حضور نے فرمایا یہاں بہت سے زمیندار بیٹھے ہیں ان سے پوچھ لیں۔ فصل کی گوڈی میں اور سور جو اس میں ہل چلا دیتا ہے اس میں فرق ہے یا نہیں۔ گوڈی میں اور دشمنی سے کسی کے کھیت کو ہل چلا کے اجاڑ دینا اس میں کیا فرق ہے۔ انہوں نے عرض کیا زمین و آسمان کا فرق ہے۔ حضور نے فرمایا یہی زمین و آسمان کا فرق ابتلا اور امتحان میں ہے۔ جب خدا مومن بندوں کا امتحان لیتا ہے تو جو نقصان پہنچتا ہے اس سے بہت زیادہ ان کو عطا کرتا ہے۔ جس طرح فصلوں کی نلائی کی جائے تو دوسرے دن جا کے دیکھیں تو بظاہر اجڑی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ پتے ہلے ہوئے کچھ پودے دبے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ دس دن کے بعد جا کے دیکھیں وہی فصل لہلہاتی ہوئی نظر آتی ہے۔ بوٹے مارنے لگتی ہے تو یہ امتحان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اول تو ابتلاء بھی اسی کا نام ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آپ کو ابتلاء اور سزا کہنا چاہئے تھا۔ امتحان اور ابتلاء دراصل ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ جو ابتلاء میں ناکام ہو جائے اس کو سزا ملتی ہے۔ جب سزا ملتی ہے تو اس کے کھیت اجاڑ دئے جاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں پھر دوبارہ وہ لہلہاتے نہیں۔ پس مومنوں پر جب خدا کی طرف سے ابتلاء آتے ہیں تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بہت زیادہ قوت کے ساتھ پھیلتے ہیں۔ اب مولوی یہ کہتے ہیں کہ ہم نے تمہیں سزا دی۔ تمہیں اپنے ملک سے نکال دیا۔ تمہارا اتنا نقصان کیا۔ دیکھو! ہم فتح پا گئے۔ واقعہ کیا ہوا ہے۔ احمدیت ہجرت کے بعد اس تیزی سے پھیلی ہے کہ اس سے پہلے اس کا سوواں حصہ بھی رفتار نہیں تھی تو اس کو آپ خدا کا وہ ابتلاء کہیں گے جس میں خدا کی رضا داخل ہے۔ اگر برباد کرنا ہوتا تو اس کے نتیجہ میں احمدی کو کہیں کوئی جگہ اور پناہ نہ ملتی اور احمدیت بہت بدتر حالت کی طرف لوٹ جاتی۔ اب یہ جو ٹیلی ویژن ہے اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں خبروں کا یہ جو ہمارا سارا انتظام چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ اسی ابتلاء کی برکت ہے۔ پس یہ نلائی کے مشابہ ہے اور جو فصل کی بربادی ہے اس کا اور مضمون ہے۔

—○○—

نظریاتی مملکت کی تعریف

نظریاتی مملکت کی کیا تعریف ہوتی ہے اور کیا پاکستان پر نظریاتی مملکت کی تعریف لاگو ہو سکتی ہے۔ اس سوال کے جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا۔ نظریاتی مملکت کی حقیقت میں تو کوئی تعریف نہیں۔ دراصل اگر کوئی نظریاتی مملکت دنیا میں ہے تو وہ اشتراکی مملکت تھی اور وہ حصے جہاں ابھی بھی اشتراکیت موجود ہے مثلاً چین میں جو طرز حکومت ہے وہ نظریات پر مبنی ہے۔ نظریات پر مبنی ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ نظریات کامل طور پر نافذ کر دئے جائیں اور ان سے روگردانی ممکن نہ رہے۔ پس اشتراکیت جو ایک حد تک چین میں نافذ ہے اور ابھی بھی جاری ہے۔ یہ نظریاتی مملکت ہے لیکن اگر اسلام کا نام لے کر آپ ساری غیر اسلامی حرکتیں کریں تو اس کو نظریاتی مملکت کیسے کہہ سکتے ہیں؟ پاکستان میں اسلام کا نام تو ہے لیکن اسلام پر عمل کہاں ہے۔ ان کی ڈیماکریسی۔ ان کا جوڑ توڑ۔ ان کے جھوٹ۔ آدمی خریدنے۔ وہاں قتل و غارت اور اغوا کے واقعات۔ وہاں پر انسان پر انسان کی طرف سے ظلم اور عدالتوں میں جھوٹ۔ کیا ایسی حکومت۔ نظریاتی حکومت ہوتی ہے؟ اس لئے میں نے کہا کہ وہاں نظریاتی حکومت نہیں ہے کیونکہ اگر نظریاتی حکومت ہوتی تو آپ کو پاکستان سے نکلنے کی ضرورت ہی کوئی نہیں تھی کیونکہ اسلام کی نظریاتی حکومت ہر انسان کو اس کی مذہبی آزادی کا حق دیتی ہے۔ اس لئے نام جو مرضی رکھ لیں حقیقت میں اسلام کی نظریاتی حکومت وہیں قائم ہوگی جس ملک میں خدا کے فضل سے احمدیت کی اکثریت ہوگی۔ اس کے سوا کہیں قائم نہیں ہو سکتی۔

—○○—

آنحضرت ؐ کے بارہ میں بائبل کی پیش گوئیاں

ہم ایک طرف یہ کہتے ہیں کہ بائبل الہامی کتاب ہے اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ یہ تبدیل ہو چکی ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی پیش گوئیاں موجود ہیں۔ پھر یہ کتاب تبدیل شدہ کیسے ٹھہری؟ ایک بچے کے اس نہایت دلچسپ سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور نے فرمایا یہ اصول یاد رکھیں کہ جب تک وہ پیش گوئیاں پوری نہ ہوں ان کو اللہ تبدیل نہیں ہونے دیتا کیونکہ اگر پورا ہونے سے پہلے ان پیش گوئیوں کو تبدیل کر دیا جائے تو ان کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ پھر کون ان سے ہدایت پائے گا۔ اس لئے یاد رکھیں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بائبل میں جتنی پیش گوئیاں موجود ہیں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے وہ تبدیل نہیں ہوئیں اور قرآن نے ان کو اسی حالت میں پایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کیا اور قرآن نے حوالہ دیا تم اپنی کتاب میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام پڑھتے ہو لکھا ہوا۔ اگر یہ دعویٰ جھوٹا تھا تو اس وقت کے یہود کو شور مچا دینا چاہئے تھا کہ کوئی ایسا واقعہ نہیں۔ لیکن ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور تمام مستشرقین اس اصول کو مانتے ہیں کہ قرآن اپنے زمانے کے متعلق جو دعویٰ کرتا ہے وہ یقیناً سچا ہوتا ہے۔ جو لوگ قرآن کو نہیں بھی مانتے وہ بھی یہی کہتے ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف سے ہونے کے دعوے دار تھے۔ اگر ایسی بات کر دیتے جس کو آپ کے وقت کی تاریخ اور زمانہ جھٹلا رہا ہوتا تو مومن بھی اپنا ہاتھ چھڑا کر نکل جاتے۔ وہ بھی آپ کا دامن چھوڑ دیتے۔ پس جب قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ اے یہود! تم اپنی کتابوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا ہوا دیکھتے ہو تو یقیناً سچی بات تھی اس کا مطلب ہے اس وقت تک یہ تبدیلیاں نہیں ہوئی تھیں۔

—○○—

مغربی ملکوں میں اکٹھے نہانے کا مسئلہ

اس سوال پر کہ احمدی لڑکوں کو جرمن لڑکوں کے ساتھ اکٹھے نہانے سے کیوں منع کیا گیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا۔ نہانے سے تو کہیں منع نہیں کیا۔ اسلام نے تو نہانے پر جتنا زور دیا ہے سارے مذہبوں نے مل کر بھی نہیں دیا۔ لیکن ایک دوسرے کے سامنے ننگے ہو کر نہانے سے منع کیا ہے۔ یہ دو الگ الگ باتیں ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ لوگوں کے سامنے ننگا ہو کر نہائیں۔ آپ کپڑے پہن کر بھی تیر سکتے ہیں مگر ایسی جگہوں پر نہ جائیں جہاں سارے ہی ننگے ہوں۔ آپ کے کپڑے بھی لوگوں کو عجیب لگیں گے۔

حضور انور نے سوال کرنے والے نوجوان سے دریافت فرمایا کہ آپ نے آکسفورڈ کے ایک پروفیسر کا قصہ سنا ہوا ہے؟ آکسفورڈ کے ایک پروفیسر کو ایک دفعہ کسی Nude Club نے دعوت دی۔ یہاں بھی شاید ایسی Clubs ہوں لیکن انگلستان میں ہوتی ہیں۔ امریکہ میں بھی ہوتی ہیں۔ ایسی کلبز میں سارے ہی ننگے ہوتے ہیں۔ لگتا ہے ذرا بھی کپڑا ان کے اوپر نہیں ہے۔ تو آکسفورڈ کے پروفیسر صاحب پوری طرح سوٹڈ بوٹڈ ہیٹ پہنے ہوئے وہاں آگئے۔ اور دوپہر کا جو فنکشن تھا اس میں وہ سارے ننگے اور یہ اکیلے کپڑے پہنے ہوئے تو وہ بے چارے بہت شرمندہ ہوئے۔ انہوں نے کہا بہت شرم کی بات ہے چلو یہاں کون دیکھتا ہے۔ ان کی خاطر رات میں بھی ننگا ہو جاتا ہوں۔ دوسری طرف ان کو دعوت دینے والوں نے سوچا کتنی بری بات ہے ہمارا مہمان آیا اور اس کے سامنے ننگے بیٹھے ہوئے اور وہ اکیلا کپڑے پہنے ہوئے خواہ مخواہ شرمندہ ہوا چلو ہم بھی کپڑے پہن لیتے ہیں۔ تو رات جب ڈنر پر گیا تو وہ اکیلا ننگا اور باقی ساروں نے کپڑے پہنے ہوئے۔ پس یہ ننگے ہونے کا سارا مسئلہ ہے۔ ان کے تالاب میں اگر آپ کپڑے پہن کر جائیں گے اور یہ سارے ننگے ہونگے تو آپ کے لئے بھی مصیبت اور ان کے لئے بھی شرمندگی کہ یہ کیا مصیبت پڑ گئی ہے۔ کون آگیا ہے پاگل۔ اس لئے وہاں جایا ہی نہ کریں۔ ہاں الگ وقت میں اگر (سوئمنگ پول) خدام الاحمدیہ یا لجنہ اپنے اپنے دائرہ میں سوئمنگ پول ریزرو کروالیا کریں جیسا کہ انگلینڈ میں کراتے ہیں تو پھر شوق سے کپڑے پہن کر وہاں نہائیں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن مجید کے تراجم میں دیوبندی تحریف کے نمونے

(تفصیل کے لئے دیکھیں اداریہ صـ۲)

ذیل میں قرآن مجید کے اصلی اور محرّف شدہ نسخہ کا عکس ملاحظہ فرمائیں اور اگلے صفحہ میں تفسیر مجمع البیان میں تحریف کا عکس دیکھیں!

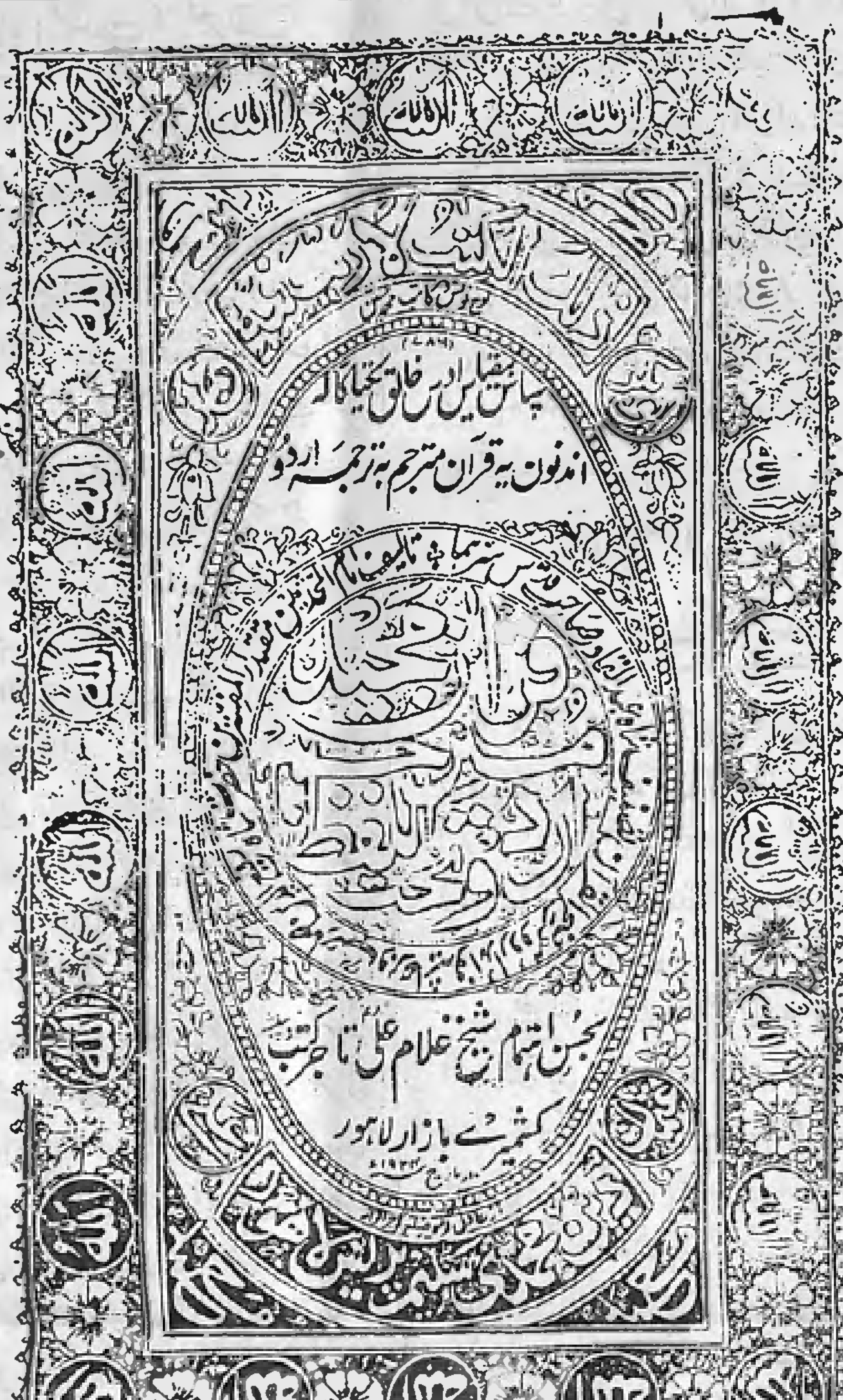

غیر محرف نسخہ قرآن مجید کا ٹائیٹل

صفحہ ۵۵۵ غیر محرف ترجمہ قرآن کا عکس

محرف ترجمہ قرآن مجید کا ٹائیٹل

محرف ترجمہ قرآن کا عکس صفحہ

مجمع البيان في تفسير القرآن

لموٴلفه

الشيخ ابو علي الفضل بن الحسن الطبرسي

من اكابر علماء الامامية في القرن السادس

الجزء السابع

طبع ونشر على نفقة أصحابه

دار مكتبة الحياة

بيروت – ص.ب : ۱۳۹۰

۱۳۸۰ هجرية ۱۹۶۱ ميلادية

للكتبة العلمية

(محرف "مجمع البیان" کا ٹائٹل اور صفحہ)

الجزء السابع ۲۴۷

فجمع بين التوحيد والعدل ، ثم تبرأ من قول النصارى فقال (ما يكون لي ان اقول ما ليس لي بحق) اي لا يجوز لي ان اقول لنفسي ما لا يحق لي فآمر الناس بعبادتي وانا عبد مثلهم ، وانما تحق العبادة لك لقدرتك على اصول النعم . ثم استشهد الله تعالى على براءته من ذلك القول فقال (ان كنت قلته فقد علمته) يريد اني لم اقله لاني لو كنت قلته لما خفي عليك لانك علام الغيوب (تعلم ما في نفسي ولا اعلم ما في نفسك) اي تعلم غيبي وسري ولا اعلم غيبك وسرك . . عن ابن عباس ، وإنما ذكر النفس لمزاوجة الكلام والعادة جارية بان الإنسان يسر في نفسه ، فصار قوله ما في نفسي عبارة عن الاخفاء ، ثم قال ما في نفسك على جهة المقابلة ، والا فالله منزه عن أن يكون له نفس او قلب تحل فيه المعاني . ويقوي هذا التأويل قوله تعالى (انك انت علام الغيوب) لانه علل علمه بما في نفس عيسى بانه علام الغيوب وعيسى ليس كذلك فلذلك لم يعلم ما يختص الله بعلمه . ثم قال حكاية عن عيسى في جواب ما قرره تعالى عليه (ما قلت لهم الا ما امرتني به ان اعبدوا الله ربي وربكم) اي لم اقل للناس الا ما امرتني به من الاقرار لك بالعبودية وانك ربي وربهم والهي والههم وأمرتهم ان يعبدوك وحدك ولا يشركوا معك غيرك في العبادة (وكنت عليهم شهيداً) اي شاهداً (ما دمت) حياً (فيهم) بما شهدته منهم وعلمته وبما ابلغته من رسالتك التي حملتنيها وامرتني بأدائها اليهم (فلما توفيتني) اي قبضتني اليك وامتني . . عن الجبائي ، وقيل معناه وفاة الرفع الى السماء . . عن الحسن (كنت انت الرقيب) اي الحفيظ (عليهم) . . عن السدي وقتادة (وانت على كل شيء شهيد) اي انت عالم بجميع الاشياء لا تخفى عليك خافية ولا يغيب عنك شيء قال الجبائي : وفي هذه الآية دلالة على انه أمات عيسى وتوفاه ثم رفعه اليه لانه بين انه كان شهيداً عليهم ما دام فيهم ، فلما توفاه الله كان هو الشهيد عليهم وهذا ضعيف لان التوفي لا يستفاد من اطلاقه الموت ، الا ترى الى قوله الله يتوفى الانفس حين موتها والتي لم تمت في منامها ، فبين انه تعالى يتوفى الانفس التي لم تمت (ان تعذبهم فانهم عبادك) لا يقدرون على دفع شيء عن انفسهم (وان تغفر لهم فانك انت العزيز الحكيم) في هذا تسليم الامر لمالكه وتفويض الى مدبره

غیر محرف "مجمع البیان" کا وہ صفحہ جس کا حوالہ اداریہ صفحہ ۲ میں دیا گیا ہے۔

[illegible]

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072 ☎ 26-3287

طالب دعا :— محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS , LEATHER
LADIES AND GENTS BAG , JACKETS , WALLETS ETC.
19 A. JAWAHAR LAL NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081 ☎ 2457153

STAR CHAPPALS ☎ 543105
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105 / 661, OPP, BLOCK NO - 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR - 1 - PIN 208001

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GUARANTED PRODUCT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky HAWAI
NTR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P)LTD
34 , A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15

ہومیوپیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم۔ ٹی۔ اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیو پیتھی اسباق سے مرتبہ کتاب "ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار

(قسط نمبر ۶)

اپیس ملیفیکا

APIS MELLIFICA

The Honey Bee

طبی نکتہ نظر سے شہد کی مکھی کے ڈنک کو کئی بیماریوں کے علاج میں استعمال کیا جاتا ہے۔ ایلوپیتھک ڈاکٹر بھی زہریلے کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے کا علاج اس سے کرتے ہیں۔ شہد کی مکھی کاٹنے سے جو کیفیت پیدا ہوتی ہیں ان میں اپیس بہت مفید ہے۔

اپیس کے مریض کے درد میں جلن اور چبھن کا احساس ہوتا ہے جو ہمیشہ ٹھنڈک سے آرام پاتا ہے اور گرمی سے بڑھ جاتا ہے۔ اس کی علامات عموماً دائیں طرف سے شروع ہوتی ہیں اور بائیں طرف پھیل جاتی ہیں۔ جسم کی بیرونی سطح پہ دکھن کا احساس ہوتا ہے اور مریض کوئی دباؤ یا کپڑا وغیرہ لینا پسند نہیں کرتا۔ اس کے خون میں حدت اور تمازت پائی جاتی ہے اور یہ کھلی ہوا میں بہتر محسوس کرتا ہے۔ اور حرارت سے بیماری کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

ورم الدماغ (MENINGITIS) میں APIS بہت مفید ہے اگر بروقت استعمال کروائی جائے تو ایسے مریض مرگی میں مبتلا نہیں ہوتے اور بہت سی خطرناک بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے۔ اگر گرمی سے تکلیف بڑھتی ہو تو اپیس استعمال کرنی چاہئے اور اگر سردی سے تکلیف بڑھتی ہو تو ایپوسائینم بہترین دوا ہے۔

حمل کے دوران خصوصاً آخری دنوں میں بعض عورتوں کو تشنج ہو جاتا ہے عمومی تاثر یہ ہے کہ ایسی حالت میں گرم پانی سے نہانے سے سکون ملتا ہے لیکن اگر مریضہ کا مزاج اپیس کا ہو تو اس کے نتیجہ میں شدید تشنج ہو جاتا ہے اور رحم کا مونہہ سکڑنے کی وجہ سے بچہ پیٹ میں مر جاتا ہے۔ اسی طرح بچوں کو بھی تشنج کے دورے پڑتے ہیں اور گرم پانی سے غسل دینے کے نتیجہ میں سانس کی نالیاں سکڑ جاتی ہیں اور بچہ جان دے دیتا ہے۔ اس لئے یہ معلوم کرنا بہت ضروری ہے کہ ٹھنڈ سے تکلیف بڑھتی ہے یا گرمی سے۔ اگر گرمی سے تکلیف بڑھے تو بیلاڈونا اور ایکونائٹ ایک ہزار طاقت میں چند منٹ کے وقفہ سے دی جائے تو بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ یہ نسخہ نہ صرف گردے کی درد بلکہ پیٹ کے درد میں بھی بہت مفید ہے۔ اگر ٹھنڈ سے تکلیف بڑھے تو میگ فاس دینی چاہئے۔

ایپوسائینم اور اپیس میں یہ فرق ہے کہ ایپوسائینم ٹھنڈے مزاج کی دوا ہے اور اپیس گرم مزاج کی۔ چھوٹا بچہ اگر کپڑا لینا پسند نہ کرے اور ٹانگیں مار کر جلد کپڑا اتار دے تو اس کا مطلب ہے کہ گرمی پسند نہیں کرتا۔ عموماً تشنج کی حالت میں جسم میں دردوں کی علامتیں نہیں ملتیں لیکن اپیس اور ایپوسائینم میں ایک قدر مشترک ہے کہ دونوں میں ورمیں پائی جاتی ہیں اور ان کی ورمیں زیادہ تر دل سے تعلق رکھتی ہیں اور کبھی میوکس میمبرین میں بھی داخل ہو جاتی ہیں اور کبھی دل کے پردوں، جگر، پھیپھڑوں اور دماغ کے اردگرد بھی اثر دکھاتی ہیں۔ یہ دونوں دوائیں گوشت یا مسلز کے اندر کی نہیں بلکہ جلد کی دوائیں ہیں۔ ہر جگہ خول اور بیرونی جلد پہ جو اثرات ہوتے ہیں ان کا اپیس اور ایپوسائینم سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ دونوں میں ورم پتھر کی طرح سخت نہیں ہے بلکہ کچھ نرمی پیدا ہو جاتی ہے۔ جلد دبانے سے واپس آہستہ آہستہ ابھرتی ہے اور جسم کی عام لچک ختم ہو جاتی ہے۔ آنکھوں میں اپیس کی ورم آنکھوں کے نیچے ہوتی ہے اور ساری آنکھ سوج جاتی ہے اور تکلیف کی شدت سے اندر سے کچا کچا ابھرا ہوا گوشت دکھائی دینے لگتا ہے ایسی حالت میں اپیس بہت مفید ہے۔ اس کی علامتیں گرمی کے علاوہ روشنی سے اور سفید رنگ سے بھی بڑھتی ہیں اور خواہ دھوپ کی سفیدی ہو یا کاغذ کی تکلیف کو بڑھا دیتی ہے۔

اپیس میں بعض علامتیں دائیں طرف کی ہوتی ہیں۔ بری خبر سننے سے یا حسد اور جلن کی وجہ سے دائیں طرف کا فالج ہو جاتا ہے۔ عموماً تکلیف دائیں سے بائیں منتقل ہو جاتی ہے۔ لائیکوپوڈیم میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے۔ اپیس کی آنکھ کی تکلیف بعض دفعہ بائیں سے شروع ہو کر دائیں میں جاتی ہے گلے کی خرابی میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے اور ٹھنڈے پانی کے غراروں سے آرام آتا ہے۔

اپیس میں پیٹ کی ہوا بھی پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے پسلی کے نیچے تشنجی کیفیت ہو جاتی ہے اور مریض وہاں دباؤ پسند کرتا ہے اور جب ہوا بہت زیادہ ہو تو بائیں طرف پسلی کے نیچے دل کے پاس شکنجہ سا پڑتا ہے۔ اگر مریض گرمی سے بے چینی محسوس کرے تو اپیس تیر بہدف کی طرح کام کرتی ہے اور ایک دو خوراکوں میں ہی آرام آ جاتا ہے۔ حالانکہ اپیس اثر کے لحاظ سے درمیانہ درجہ کی دوا ہے اور اس میں فوری اثر کے مواقع نسبتاً کم ہیں۔

گردے کی تکلیف میں ہفتہ دس دن سے پہلے اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا لیکن انتڑیوں کی تکلیف میں فوری اثر دکھاتی ہے۔ گھنٹہ دو گھنٹہ میں نمایاں فرق ظاہر ہوتا ہے۔ دماغ کی ورم میں بھی فوری اثر دکھاتی ہے لیکن دماغی امراض میں یہ مستقل دوا نہیں ہے مثلاً اگر بچے کا سر بڑھنے کی بیماری ہے تو اپیس کے استعمال سے اس کی بے اختیار چیخیں تھوڑی دیر کے لئے بند ہو جائیں گی لیکن اس کے معا بعد سلیشیا ضرور دینی چاہئے اگر اپیس کا مریض ہو تو ٹھنڈے مزاج کی دوائی مستقل کام نہیں دے گی پھر سلفر دینی چاہئے تاکہ یہ اپیس کے اثر کو لمبا چلائے۔

پیٹ کی تکلیف میں بھی اس کا عمومی تاثر یہی ہے کہ فوری آرام نہیں دیتی کچھ وقت لگاتی ہے۔ اگر انتڑیوں میں سوزش ہو اور کھلے پانی والے اسہال لگ جائیں تو اپیس بعض اوقات کافی جلد اثر دکھا دیتی ہے لیکن مزمن علامات میں جہاں انتڑیوں کی تکلیف پانی والے اسہال میں تبدیل نہ ہو بلکہ ہوا بہت بنے اور بائیں طرف تشنج کا احساس رہے تو اپیس دو تین دن میں اپنے اثرات ظاہر کرے گی۔ گردے کی سوزش میں جلدی اثر دکھائے گی لیکن اگر میوکس میمبرین کی اندر کی جھلیاں گل رہی ہوں تو کچھ وقت لے گی۔ ایک عمومی اصول یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جہاں علامتیں لمبی ٹھہریں وہاں دوائی بھی لمبا اثر دکھاتی ہے مثلاً اگر آنکھوں کے نیچے سوزش ہو اور اس کا تعلق گردے سے ہو تو دو تین سال تک اثر چلتا ہے لیکن اپیس مستقل علاج کر دیتی ہے۔ اس کے استعمال کے ہفتہ دس دن کے بعد پیشاب میں اضافہ ہو جاتا ہے پھر گردے کو کچھ سکون ملتا ہے۔ اسے مسلسل چھ مہینے سال تک استعمال کرنا چاہئے۔ پہلے کچھ عرصہ ۳۰ طاقت میں۔ جب ابتدائی علامات صاف ہو جائیں تو ۲۰۰ کی طاقت میں استعمال کروائیں پھر ہفتہ دس دن میں ایک دفعہ ۱۰۰۰ کی طاقت میں پھر مہینہ میں ایک دفعہ دے دیں پھر آخری خوراک ایک لاکھ میں دیں اور مزید دوائی دینا بند کر دیں۔ اس طرح علاج کرنے سے ایک مستقل دفاع اس زہر کے مقابلہ پر پیدا ہو جاتا ہے اور اگر ایسے مریض کو شہد کی مکھی کاٹے تو کوئی خاص تکلیف نہیں ہوتی۔

ارجنٹم میٹلیکم

ARGENTUM METALLICUM

(Metallic Silver)

ارجنٹم میٹلیکم چاندی کو کہتے ہیں۔ چاندی وہ دھات ہے جو عموماً خالص حالت میں جسم میں جذب نہیں ہوتی لیکن کچھ اور عناصر اور تیزابوں وغیرہ سے مل کر ہضم ہو جاتی ہے۔ طب کی دنیا میں چاندی کے ورق طاقت کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں لیکن اصل چاندی جسم کا جزو نہیں بنتی آجکل سکہ کوٹ کر ورق تیار کئے جاتے ہیں جو کئی پہلوؤں سے انسانی صحت کے لئے مضر ہوتے ہیں۔

ارجنٹم میٹلیکم کا سب سے زیادہ اثر کری ہڈیوں پر ہوتا ہے یعنی وہ ہڈیاں جن میں لچک پائی جاتی ہے اور وہ بآسانی مڑ جاتی ہیں۔ یہ ہڈیاں موٹی ہونے لگتی ہیں، ناک کی ہڈی موٹی ہونے کی وجہ سے سانس لینے میں دقت ہوتی ہے اسی طرح کان کی ہڈیوں میں چھوٹی چھوٹی گانٹھیں سی پڑ جاتی ہیں اور ہڈی سوج جاتی ہے اس قسم کی علامتیں بڑھ کر کینسر میں بھی تبدیل ہو جاتی ہیں۔

ارجنٹم میٹلیکم دماغ پر بھی بہت گہرا اثر کرنے والی دوا ہے۔ دماغ کے خلیے آہستہ آہستہ گھلنے لگتے ہیں اور بڑھاپے کی علامتیں وقت سے بہت پہلے ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ قوت عقلیہ کمزور ہونے لگتی ہے۔ یہ کمزوری دماغ کے مرکزی حصہ سے شروع ہو کر رفتہ رفتہ جسم کے دوسرے اعضاء پر قبضہ کر لیتی ہے، ہاتھ پاؤں مڑنے لگتے ہیں ذہنی طاقتیں اور صلاحیتیں متاثر ہوتی ہیں اور یادداشت اتنی کمزور ہو جاتی ہے کہ بعض دفعہ مریض بالکل نیم پاگل ہو جاتا ہے اور اول فول بکتا ہے۔ بیماری کے آغاز میں سوچنے کی طاقت میں کمی آنے لگتی ہے کوئی بات سوچیں تو چکر آنے لگتے ہیں۔ یہ خطرے کا الارم ہے کہ دماغ کے خلیے سکڑنے لگے ہیں۔ اس وقت فوراً ارجنٹم میٹلیکم اونچی طاقت میں دینی چاہئے۔ دمہ کے مریض سانس کی تنگی دور کرنے کے لئے جو Inhaler استعمال کرتے ہیں اس کی وجہ سے بھی دماغ کے خلئے متاثر ہوتے ہیں۔

ارجنٹم میٹلیکم کی لیکسز سے اس پہلو سے مشابہت ہے کہ تکلیفیں سونے کے بعد بڑھ جاتی ہیں۔ دماغ پر حملہ کرنے والے زہر اعصاب پر بھی حملہ کرتے ہیں چونکہ دماغ بھی خالص اعصابی ریشوں سے بنا ہوا ہے اس لئے یہ دوائیں کسی حد تک ان اعصاب سے بھی تعلق رکھتی ہیں مثلاً فاسفورس دماغ اور اعصاب دونوں کے لئے بہترین دوا ہے۔

ارجنٹم میٹلیکم کا ٹانگوں کے اعصاب سے گہرا تعلق ہے۔ اعصابی دردیں زیادہ تر دونوں ٹانگوں اور پاؤں میں پائی جاتی ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ اعصابی ریشے پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ یہ درد رات کو سوتے ہوئے اور سرد مرطوب موسم میں بڑھ جاتا ہے۔ بائی کی دردیں بھی ہمیشہ طوفانی اور بھیگے ہوئے موسم میں زیادہ ہو جاتی ہیں۔ برسات کے موسم میں بارش سے پہلے اور بعد میں تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ ان دردوں کے ساتھ سوزش نہیں ہوتی لیکن اعصابی ریشے اور کری ہڈیاں سخت ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے مریض سخت بے آرام ہوتا ہے۔ عام طور پر ہلکی حرکت موافق آتی ہے تیز حرکت سے جوڑوں میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ آہستہ حرکت سے دردوں میں نسبتاً سکون ملتا ہے، رات کو تکلیف بڑھنے کی وجہ نیند نہیں ہے بلکہ آرام کرنے کی وجہ سے ساری رات رسٹاکس کی طرح جسم میں تکلیفیں اکٹھی ہوتی رہتی ہیں لیکن ایک فرق ہے کہ رسٹاکس میں بہت بے چینی ہوتی ہے جبکہ ارجنٹم میٹلیکم میں بے چینی نہیں ہے صرف دردوں میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکسز میں آنکھ لگتے ہی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ دواؤں کے مزاج کے یہ معمولی فرق یاد رکھنے چاہئیں۔

ارجنٹم میٹلیکم کا سب سے اہم اور نمایاں پہلو یہ ہے کہ یہ جلد اور اندرونی جھلیوں کے کینسر میں بہت مفید ہے۔ رحم کے مونہہ کے کینسر کو عموماً ہر قسم کے معالج ناقابل علاج مرض تصور کرتے ہیں لیکن ارجنٹم میٹلیکم اس میں بہت کامیابی سے اثر کرتا ہے اور اکثر معالجین نے مکمل شفا کا دعویٰ بھی کیا ہے جو یہ دعویٰ نہیں کرتے وہ یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ لمبے عرصہ تک مریض کو سکون مل جاتا ہے اور سخت تکلیف اور بے چینی سے کافی عرصہ کے لئے نجات مل جاتی ہے۔ ٹرنٹولا ہسپانیہ اور کاربوانیملس بھی رحم کے مونہہ کے کینسر میں بہت مفید ہیں۔

ارجنٹم میٹلیکم میں ہر جگہ السر ہوتے ہیں لیکن کری ہڈیوں کے السر میں زیادہ اثر دکھاتی ہے۔ وریدوں کے خلایوں سے بھی اس کا تعلق ہے۔ اس میں ایک عجیب اور غیر معمولی علامت پائی جاتی ہے جو عام طور پر دوسری دواؤں میں نہیں ملتی وہ یہ کہ عورتوں کے اندرونی اعضاء میں بائیں طرف اور مردوں کے بائیں طرف اثر دکھاتی ہے۔ عموماً دائیں، بائیں یا اوپر نیچے کے دھڑ کا فرق کرنے والی دوائیں تو ہیں لیکن عورتوں اور مردوں میں تخصیص کرنا ارجنٹم میٹلیکم کا خاصہ ہے۔ اس میں اووری پھول جاتی ہے اور مختلف قسم کے مادے اسے سخت اور موٹا کر دیتے ہیں۔ رحم بھی پھیل جاتا ہے اور اس میں لچک نہیں رہتی دوبارہ اپنی اصل حالت میں نہیں لوٹتا۔ ہر بچے کی پیدائش کے بعد یہ تکلیف بڑھ جاتی ہے اور بعض دفعہ رحم نیچے گر جاتا ہے۔ ارجنٹم میٹلیکم بہت گہرا اثر کرنے والی دوا ہے اور شفا کا موجب بن جاتی ہے۔ رحم میں سختی اور رحم کے مونہہ پر اینٹھن اور اکڑاؤ کی علامت ظاہر ہو نیز ایسا لیکوریا جس میں غیر معمولی بدبو اور تعفن پایا جائے جاری ہو تو یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ عام لیکوریا نہیں ہے بلکہ کسی گہری مرض کے نتیجہ میں پیدا ہو رہا ہے۔ اس وقت ارجنٹم میٹلیکم استعمال کی جائے تو بیماری کی شروع سے ہی روک تھام ہو سکے گی۔

ٹانگوں میں درد ہو تو ارجنٹم میٹلیکم ضرور استعمال کرنی چاہئے۔ سن یاس کے زمانہ میں یعنی حیض بند ہونے کے بعد بھی خون جاری ہو جائے تو ارجنٹم میٹلیکم اچھا اثر دکھاتی ہے۔ عموماً یہ دبلی پتلی اور لمبے ہاتھوں والی عورتوں کے کام آنے والی دوا ہے لیکن یہ ضروری نہیں نسبتاً موٹی خواتین بھی استفادہ کر سکتی ہیں۔

بعض لوگوں کو نیند میں جھٹکے لگتے ہیں یہ بہت تکلیف دہ کیفیت ہے اس میں گرائنڈیلیا چوٹی کی دوا ہے، آرسنک بھی اچھا اثر دکھاتی ہے لیکن ارجنٹم میٹلیکم کا غیر معمولی تھکاوٹ سے تعلق ہے۔ سخت محنت و مشقت سے تھکے ہوئے بدن کو سونے سے قبل جھٹکے لگیں تو ارجنٹم میٹلیکم کی ایک ہی خوراک سے خدا کے فضل سے فائدہ پہنچتا ہے۔ عام حالات میں گرائنڈیلیا غیر معمولی فائدہ کی دوا ہے۔ ایک ہی خوراک ہفتوں تک اثر دکھاتی ہے، دوبارہ ضرورت پیش نہیں آتی لیکن ارجنٹم میٹلیکم کے جھٹکے تھکاوٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ارجنٹم میٹلیکم کی تکلیفیں عین بارہ بجے جب سورج نصف النہار پر ہو بڑھ جاتی ہیں۔ چکر آتے ہیں، سر درد ماتھے اور پیشانی تک محدود رہتا ہے یا پھر سر کے کسی ایک طرف مقام بنا لیتا ہے زیادہ تر دائیں طرف ہوتا ہے۔ آہستہ آہستہ بڑھتا ہے لیکن یکدم ختم ہو جاتا ہے۔ اس درد کا چہرے کی اعصابی دردوں سے بھی تعلق ہے کیونکہ یہ بنیادی طور پر اعصابی دوا ہے اور سر درد کا بھی اعصاب سے تعلق ہے۔

اگر خارش صرف کان تک محدود ہو کھجلا کھجلا کر زخمی ہو جائے موٹا ہونے لگے تو یہ ارجنٹم میٹلیکم کی خاص علامت ہے۔ دونوں کانوں کا موٹا ہونا کوڑھ کی ابتدائی علامت ہے۔ یہ مرض بہت آہستہ آہستہ بڑھنے والا ہے۔ اس علامت کے ظاہر ہوتے ہی ہائیڈروکوٹائل دینی چاہئے یہ کوڑھ کی روک تھام کے لئے بہترین دوا ہے۔

ذیابیطس اور پیشاب میں البیومن آنے کی بیماری میں ارجنٹم میٹلیکم بہترین دوا ہے۔ اگر دوسری علامتیں ملتی ہوں تو مکمل شفا ہو جاتی ہے۔ گردوں کی اندرونی جھلیوں میں خرابیاں پیدا ہو جائیں تو ارجنٹم میٹلیکم مفید ہے۔

ارجنٹم میٹلیکم میں پیشاب کی دو طرح کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر سیاہی مائل پیشاب ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اس میں البیومن آ رہی ہے۔ اگر شوگر آئے تو اکثر ایسے مریضوں کو لسی کی طرح پیشاب آتا ہے اور بہت زیادہ ہوتا ہے۔ ایسے بچے جو بچپن سے ہی ذیابیطس کا شکار ہو جائیں ان میں یہ علامت ملتی ہے۔ اس میں ارجنٹم میٹلیکم بہت مفید ہے۔ ایسے مریض جنہیں ذیابیطس ہو اور گردے بھی جواب دے رہے ہوں وہ رات کو بستر میں پیشاب کر دیں تو ان کے لئے ارجنٹم میٹلیکم مفید ہے۔

ارجنٹم میٹلیکم میں غیر معمولی کمزوری کا احساس پایا جاتا ہے۔ سارا بدن اندرونی طور پر بے حد کمزور ہو جاتا ہے اور طاقت جواب دے جاتی ہے۔ یہ عضلات کی کمزوری کی وجہ سے نہیں بلکہ تھکاوٹ کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔

ارجنٹم میٹلیکم زیادہ بولنے اور گانے والوں کے لئے بھی مفید دوا ہے۔ آواز کے بیٹھ جانے میں یہ دوا بہت شہرت رکھتی ہے۔ اس میں آواز بالکل بند ہو جاتی ہے جوں جوں زیادہ بولے آواز غائب ہوتی جائے گی۔ بعض اور دواؤں میں بھی آواز بند ہونے کی علامت پائی جاتی ہے لیکن ان میں تفریق کرنا مشکل امر نہیں ہے مثلاً رسٹاکس میں بولنا شروع کریں تو آواز بیٹھی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن جوں جوں آگے بڑھیں آواز صاف اور بہتر ہوتی جائے گی۔ حضرت المصلح الموعودؓ کو اکثر یہ تکلیف ہو جاتی تھی، اکثر تقریروں کے آغاز میں فرماتے تھے کہ آج گلا بہت خراب ہے۔ شاید لمبا عرصہ نہ بول سکوں۔ کچھ دیر گلا اس بات کی تائید کرتا تھا اس کے بعد آواز بالکل صاف ہو جاتی تھی۔ اگر بولنے سے تکلیف بڑھتی جائے تو بوریکس بھی مفید دوا ہے لیکن ارجنٹم میٹلیکم زیادہ موثر دوا ہے۔

ارجنٹم میٹلیکم میں حنجرہ میں شدید درد اور سوزش بھی نمایاں ہے۔ ہنسنے سے کھانسی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ علامت فاسفورس میں بھی بہت نمایاں ہے۔ اگر فاسفورس سے فائدہ نہ ہو تو ارجنٹم میٹلیکم دینی چاہئے۔ سردی کی وجہ سے نزلہ زکام ہو جاتا ہے اور گلے پر اثر پڑتا ہے۔ سینہ کے بالائی حصہ میں دکھن کا احساس ہوتا ہے۔ دوپہر کے وقت بخار ہو جاتا ہے۔ سینہ میں شدید کمزوری اور بائیں جانب پسلیوں میں درد نمایاں ہے۔ ارجنٹم میٹلیکم پھیپھڑوں کی تکلیف میں بھی مفید ہے۔ چھاتی کی تکلیفوں میں جو عموماً کمزوری اور بلغمی مزاج کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں ان میں سٹینم بھی مفید ہے لیکن ارجنٹم میٹلیکم بھی بہت اچھا اثر دکھاتی ہے کیونکہ پھیپھڑوں کی بناوٹ کری ہڈی سے بنی ہے اور ارجنٹم میٹلیکم کری ہڈیوں کے لئے مفید دوا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۶

جو شخص عمل میں سست رہے اس کا نسب اور خاندان اس کو تیز نہیں بنا سکتا یعنی وہ خاندانی بل بوتے پر جنت میں نہیں جا سکے گا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ یہ ساری باتیں وہ ہیں جو ہر شخص کے لئے برابر یکساں مہیا ہیں اور حسب نسب سے اس کا کوئی دور سے بھی تعلق نہیں، قومیت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ سب کے لئے دعوت عام ہے۔ تم اس پر عمل کرو اور یہ ساری بلندیوں کے وعدے جو تم سے کئے گئے ہیں یہ سب رفعتیں جن کے تمہیں وعدے دیئے جا رہے ہیں یہ تمہیں عطا کی جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ الفضل لندن)

درخواست دعا

- مکرمہ طاہرہ محمود صاحبہ ہمبرگ جرمنی کے والد محترم حال ہی میں پاکستان میں ہارٹ فیل ہونے سے وفات پا گئے انکے درجات کی بلندی کے لئے نیز ان کی بھانجی کا اپریشن ہوا ہے اس کی کامل شفا یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔
- مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ والدہ راشدہ صاحبہ ہمبرگ جرمنی کے بیٹے عزیز عامر کے جسم پر فالج کا حملہ ہوا ہے ان کی کامل صحت و سلامتی درازیٔ عمر نیک خادم دین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔
- مکرمہ امۃ الوحید بشریٰ خان فرنکفرٹ جرمنی سے اپنے بچوں اور میاں کی دینی اور دنیوی کامیابی صحت والی عمر نیک صالح خادم دین ہونے کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔
- مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ والدہ طاہر احمد صاحب ہمبرگ کے بھائی عزیز عبد القیوم پاکستان میں شدید بیمار ہیں ان کی کامل صحت و سلامتی اور مشکلات دور ہونے کے لئے بچوں کے نیک متقی نسل کے لئے درخواست دعا ہے۔
- مکرمہ رخسانہ دلاری صاحبہ ہمبرگ سے اپنے بچوں اور خاوند کی دینی اور دنیوی برکات کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- مکرمہ نصرت فیض صاحبہ ہمبرگ اپنی صحت اور بچوں کی کامیابی کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں
- مکرمہ زمرہ صاحبہ، محترمہ عریفہ صاحبہ، مکرمہ ہیگ زاہدہ صاحبہ بوزبین بہنیں آج کل بہت مشکلات سے گذر رہی ہیں جلد پریشانیوں کے دور ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ مکرمہ ہیگ زاہدہ صاحبہ بیمار ہیں ان کی صحت کاملہ کے لئے بھی درخواست دعا ہے۔
- مکرمہ ڈاکٹر صغریٰ صاحبہ دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکو گھریلو خوشی اور سکون عطا فرمائے۔ (امۃ القیوم والدہ طاہر احمد ہمبرگ جرمنی)
- خاکسار کے بھائی مکرم زبیر احمد آمر تماپوری کی امتحان میں نمایاں کامیابی اور حصول علم کے لئے درخواست دعا ہے (محمد اسحاق اسد تماپوری)
- خاکسار اپنے خاندان میں اکیلا احمدی ہے کافی مخالفت ہے دماغی سکون، دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے، دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواست دعا ہے۔ (عارف علی فاضل خادم مسجد لکھنؤ)
- خاکسار کی بھانجی امۃ النعیم کی نمایاں کامیابی اور خدمت دین کی توفیق پانے نیز صحت و سلامتی کے لئے درخواست دعا ہے (ایس کے عبد الرشید)
- مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ بنت حبیب اللہ صاحب معلم وقف جدید کرناٹک اپنی صحت و سلامتی درازیٔ عمر نیز اپنے والدین کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہیں۔
- عزیز لئیق احمد ابن مکرم محمد رئیس صدیقی آف کانپور کافی عرصہ سے صحت کے اعتبار سے کمزور ہیں اور قد بھی نہیں بڑھ رہا ہے صحت و تندرستی کے لئے نیز بچی جو وقف نو میں شامل ہے کی احسن رنگ میں تربیت کرنے، کاروبار میں برکت کے لئے درخواست دعا ہے۔ (ادارہ)

واقفات نو کی تربیت میں

گھر گرہستی کی اعلیٰ تعلیم ضرور شامل کریں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ......"جہاں تک بچیوں کا تعلق ہے اس سلسلے میں بھی بارہا ماں باپ سوال کرتے ہیں کہ ہم انہیں کیا بنائیں۔ وہ تمام باتیں جو مردوں کے متعلق یا لڑکوں کے متعلق میں نے بیان کی ہیں وہ ان پر بھی اطلاق پاتی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ انہیں گھر گرہستی کی اعلیٰ تعلیم دینی بہت ضروری ہے اور گھریلو اقتصادیات سکھانا ضروری ہے کیونکہ بعید نہیں کہ وہ واقفین بچیاں واقفین کے ساتھ ہی بیاہی جائیں۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ بعید نہیں تو مراد یہ ہے کہ آپ کی دلی خواہش یہی ہونی چاہئے کہ واقفین بچیاں واقفین سے بیاہی جائیں ورنہ غیر واقفین کے ساتھ ان کی زندگی مشکل گزرے گی اور مزاج میں بعض دفعہ ایسی دوری ہو سکتی ہے۔ ایک واقف زندگی بچی کا اپنے غیر واقف خاوند کے ساتھ مذہب میں اس کی کم دلچسپی کی وجہ سے گزارا نہ ہو اور واقفین کے ساتھ شادی کے نتیجے میں بعض دوسرے مسائل اس کو درپیش ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ امیر گھرانے کی بچی ہے، اس کی پرورش نازو نعم میں ہے اور اعلیٰ معیار کی زندگی گزار رہی ہے تو جب تک شروع ہی سے اسے اس بات کے لئے ذہنی طور پر آمادہ نہ کیا جائے کہ وہ سادہ، سخت زندگی اور مشقت کی زندگی برداشت کر سکے اور یہ سلیقہ نہ سکھایا جائے کہ تھوڑے پر بھی انسان راضی ہو سکتا ہے اور تھوڑے پر بھی سلیقے کے ساتھ انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ پس ایسی لڑکیاں جن کو بچپن سے مطالبوں کی عادت ہوتی ہے وہ جب واقفین زندگی کے گھروں میں جاتی ہیں تو ان کے لئے بھی جہنم پیدا کرتی ہیں اور اپنے لئے بھی۔ مطالبے میں فی ذاتہ کوئی نقص نہیں لیکن اگر مطالبہ توفیق سے بڑھ کر ہو تو پھر خواہ خاوند سے ہو یا ماں باپ سے یا دوستوں سے تو زندگی اجیرن بنا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس معاملے میں ہمیں کیا خوبصورت سبق دیا جب فرمایا "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا" کہ خدا کسی کی توفیق سے بڑھ کر اس سے مطالبہ نہیں کرتا۔ تو بندوں کا کیا حق ہے کہ توفیق سے بڑھ کر مطالبے کریں۔ پس واقفین زندگی کی بیویوں کے لئے یا واقفین زندگی لڑکیوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ یہ سلیقہ سیکھیں کہ کسی سے اس کی توفیق سے بڑھ کر نہ توقع رکھیں، نہ مطالبہ کریں اور قناعت کے ساتھ کم پر راضی رہنا سیکھ لیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ فروری ۱۹۸۹ء)

(مرسلہ وکالت وقف نو)

تبلیغی مساعی و سیلاب زدگان کی خدمت

ماہ جولائی میں عالمی بیعت کے موقع پر نوئنے مقامات کا تبلیغی دورہ کیا جہاں پر اجلاسات کے علاوہ مجلس سوال و جواب بھی منعقد کی اور قریباً ۵ ہزار افراد تک پیغام حق پہنچایا جس کے نتیجہ میں ۴ نئے مقامات پر ۵۱۱ افراد کو قبول حق کی توفیق ملی ۲۳ جولائی کو شری دیو ندر سنگھ چوہان ایس۔ ایس۔ پی سہارنپور نیز ان کے سیکرٹری کی خدمت میں جماعتی لٹریچر پیش کیا۔

۲۵ جون کو موضع دھنولی میں زبردست سیلاب آ گیا لوگوں کے گھر تباہ ہو گئے اس موقع پر خاکسار نے غریب مسلمانوں۔ ہندوؤں اور نو مبائعین کے گھروں سے چھوٹے بچوں اور سامان کو پانی سے نکال کر محفوظ مقام پر پہنچایا اور ان کے لئے گندم کا انتظام کیا اس کارکردگی سے دھنولی کے عوام بہت متاثر ہوئے نیز گاؤں کے پردھان، تحصیل دار اور کئی سیاسی پارٹیوں کے نمائندگان نے اس کام کو بہت سراہا اور شکریہ ادا کیا۔

درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نو مبائعین کو استقامت عطا فرمائے اور ہر شر سے محفوظ رکھے۔ نیز ہماری مساعی کو قبول فرمائے۔

(عقیل احمد سہارنپوری معلم وقف جدید بیرون یو پی سرکل آگرہ)

> "یہ تحریک (وقف نو) میں اسلئے کر رہا ہوں کہ آئندہ صدی میں واقفین بچوں کی ایک عظیم الشان فوج ساری دنیا سے آزاد اور محمد رسول اللہ کے خدا کی غلام بن کر اگلی صدی میں داخل ہو رہی ہو اور ہم چھوٹے بڑے بچے خدا کے حضور تحفہ کے طور پر پیش کر رہے ہوں" (حضرت خلیفۃ المسیح الرابع)

دعائے مغفرت

میرے والد مکرم شریف احمد خان صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ راؤر کیلا (اڑیسہ) مورخہ ۲۱/۹/۹۶ کو صبح ۴ بجے انتقال کر گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم قریباً ۲۰ سال صدر جماعت رہے۔ اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ پابند صوم وصلوۃ اور جماعت کے کاموں میں آگے آگے رہتے۔ مرحوم سٹیل پلانٹ راؤر کیلا میں کام کرتے تھے۔ ان کے اچھے کام کو دیکھتے ہوئے کمپنی نے بیسٹ ورکر کے طور پر نہرو پبک ایوارڈ سے نوازا۔ مرحوم ملنسار تھے ۴ لڑکے اور ۳ لڑکیاں اور بیوہ یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

صدیق احمد خان راؤر کیلا (اڑیسہ)

C.K.
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM
- 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
ALAVI
TEAK POLES &
WOODEN FURNITURE

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر۔ حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون۔ 649_04524

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N.61/57

FAX - 01872 - 20105 ☎ 01872-20757

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

DISTT GURDASPUR PUNJAB (INDIA)

VOL - 45 THURSDAY, 24 OCTOBER 1996 ISSUE NO - 43

مکرم آفتاب احمد خان صاحب
امیر جماعت احمدیہ برطانیہ وفات پا گئے
"انا للہ۔ ہمارا بھائی اس دنیا سے چل دیا"

لندن : امیر جماعت احمدیہ برطانیہ، مکرم آفتاب احمد خان صاحب مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۹۶ء، بروز منگل اپنے گھر میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم دس سال سے زائد عرصہ سے جماعت احمدیہ برطانیہ کے امیر تھے۔ آپ نے اپنے عرصہ امارت میں جماعت کی ترقی اور بہبود کے لئے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔

اس وصال کی اطلاع جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ہارٹلے پول میں پہنچی تو حضور اپنی تمام مصروفیات کو چھوڑ کر لندن کے لئے روانہ ہو گئے۔ راستہ میں پہلے مکرم آفتاب احمد خان صاحب مرحوم کے گھر ان کی اہلیہ محترمہ عطیہ بیگم صاحبہ سے تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔

حضور ایدہ اللہ نے مسجد فضل لندن پہنچ کر مکرم ڈاکٹر ولی احمد شاہ صاحب، نائب امیر یو۔ کے۔ کو بطور امیر برطانیہ مقرر فرمایا اور آپ کی نگرانی میں مکرم آفتاب احمد خان صاحب مرحوم کی تجہیز و تکفین کے جملہ انتظامات کئے گئے۔

مورخہ ۴ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک صبح دس بجے میت محمود ہال میں رکھی گئی جہاں آنے والے احباب نے اپنے مرحوم امیر صاحب کے چہرہ کی زیارت کی۔ نماز جمعہ سے کچھ دیر پہلے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز محمود ہال تشریف لائے اور مرحوم آفتاب احمد خان کا چہرہ دیکھا، اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ اس کے بعد حضور نے ان کے تابوت کو کندھا دیا اور دیگر خدام کے ساتھ مسجد فضل سے باہر محراب تک پہنچایا تاکہ بعد نماز جمعہ نماز جنازہ ادا کی جا سکے۔ اس کے بعد خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات کے حوالہ سے یہ مضمون بیان فرمایا کہ اس دنیا کی ہر چیز مٹنے والی اور ختم ہونے والی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آفتاب احمد خان صاحب مرحوم کے وصال کے نتیجہ میں جو خلاء ہمارے اندر پیدا ہوا ہے وہ خلاء اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ آپ کے نقش قدم پر چلنے والے بکثرت پیدا ہوں۔ آپ انگلستان کے امیر تھے اور آپ نے شاندار اور کامیاب امارت فرمائی۔

حضور نے فرمایا کہ جب مجھے ان کے وصال کی اطلاع ملی میں ہارٹلے پول میں تھا۔ اور سوائے اس کے میرے دل سے کوئی آواز نہیں اٹھی کہ "انا للہ۔ ہمارا پیارا بھائی ہم سے جدا ہو گیا"۔

حضور ایدہ اللہ نے تذکرہ سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام کا ذکر بھی فرمایا جو حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی روایت سے درج ہے کہ "تھوڑی غنودگی سے الہام ہوا "انا للہ۔ ہمارا بھائی اس دنیا سے چل دیا"۔ حضور نے فرمایا کہ اس الہام میں ایک معین شخص نہ بتا کر اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا ہے کہ ایسے بہت سے پاک وجود اس دنیا سے رخصت ہوتے رہیں گے جن کے وصال کی خبر سے مومنوں کے دل سے یہ آواز اٹھے گی "انا للہ، ہمارا بھائی اس دنیا سے چل دیا"۔

حضور ایدہ اللہ نے آفتاب احمد خان صاحب مرحوم کی نیکیوں اور خوبیوں کا مختصراً ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مرحوم ۲۴ ستمبر ۱۹۲۴ء کو پیدا ہوئے۔ آپ ثناء اللہ خان صاحب مرحوم کے بیٹے تھے۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔ اے۔ کیا۔ ابتدائی طور پر گارڈن کالج راولپنڈی میں لیکچرار رہے۔ پاکستان بننے کے بعد وزارت خارجہ میں ملازمت شروع کی۔ سیاسی مبصر کی حیثیت سے مختلف ممالک میں خدمات سرانجام دیں۔ وزارت خارجہ میں ڈائریکٹر جنرل رہے۔ اٹلی اور یوگوسلاویہ میں سفیر رہے۔ حضور نے فرمایا ۱۹۸۶ء میں انہیں جماعت احمدیہ برطانیہ کا امیر مقرر کیا گیا ان کو جیسا میں نے تیار کیا اس رنگ میں وہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔ ہمیشہ میرے مشورہ سے قدم اٹھاتے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اپنی رائے کو بھی بے تکلفی سے میرے سامنے پیش کر دیا کرتے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے ان سے بیرونی تعلقات میں بھی بہت کام لیا ہے بحیثیت ایک نہایت ذہین، کامیاب اور شریف النفس ڈپلومیٹ کے ان کا تعلق اپنے ماتحتوں سے بھی بہت گہرا تھا اور اپنے افسران سے بھی بہت گہرا تھا۔

حضور ایدہ اللہ نے مرحوم کا نہایت محبت بھرا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آفتاب احمد خان صاحب نے جملہ فرائض بڑی کامیابی کے ساتھ سرانجام دئے اور بہت نیک انجام کو پہنچے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت فرمائے۔ حقیقتاً "انا للہ، ہمارا بھائی اس دنیا سے چل دیا"، اور اس دنیا میں چل دیا جو دائمی ہے۔ جہاں خدا تعالیٰ کی جبروت و جلال اور مالکیت جلوہ گر ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اس وقت آپ کو اپنی رحمت کے سائے تلے رکھے۔

نماز جمعہ و عصر کے ادا کرنے کے بعد حضور نے مسجد فضل کے احاطہ میں تشریف لا کر نماز جنازہ پڑھائی۔ اس موقع پر وانڈزورتھ کے علاقہ کی ڈپٹی میئرس، جناب ڈیوڈ ملر ممبر آف پارلیمنٹ، سابق میئر وانڈزورتھ اور دیگر سوشل اداروں کے نمائندے موجود تھے۔ اور انہوں نے حضور انور سے فرداً فرداً اظہار تعزیت کیا اور آفتاب احمد خان صاحب کی خدمات اور صلاحیتوں کو سراہا۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے احباب کثرت سے دور دراز سے علاقوں سے سفر کر کے تشریف لائے تھے۔

اس کے علاوہ یورپ کے کئی ممالک کے امراء یا ان کے نمائندگان بھی نماز جنازہ میں شامل ہوئے۔ جنازہ کی ادائیگی کے بعد میت تدفین کے لئے بروک وڈ احمدیہ مسلم قبرستان لے جائی گئی۔ ۴ بجے کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ قبرستان تشریف لائے اور آفتاب احمد خان صاحب مرحوم کی میت کو کاندھا دیا، اپنے ہاتھ سے قبر میں اتارا اور مٹی ڈالی۔ آپ کی تدفین مقبرہ موصیان میں ہوئی۔ قبر کی تیاری کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کروائی۔ بشکریہ الفضل لندن

ادارہ بدر اپنی طرف سے اور تمام قارئین بدر کی طرف سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور مرحوم کی اہلیہ، بچوں اور تمام لواحقین سے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دلی تعزیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور سب پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔

خدا تعالیٰ نے دو ہی قسم کے حقوق رکھے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد
(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

بقیہ :۔ مجلس سوال و جواب صفحہ ۷

مسیح موعودؑ کے انکار سے لوگ امامت کا حق کھو بیٹھے

اگر کسی کو زندگی میں خانہ کعبہ یا مسجد نبوی میں جانے کا موقع ملے تو کیا وہاں کے امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے؟ اس سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کسی امام کے پیچھے جو خدا کے مقرر کردہ امام کو جھوٹا کہے اس کی نماز نہیں ہو سکتی جو خدا کے مقرر کردہ امام کو سچا سمجھے۔

حضور نے فرمایا یہ دنیا کے امام اتنی جرات رکھتے ہیں، اتنے بے باک ہیں کہ اللہ کے مقرر کردہ امام کا انکار کر دیتے ہیں اور اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اور وہ احمدی جو مانتے ہیں کہ اللہ نے امام مقرر کیا ہے اس کے منکرین کا انکار کرتے ہوئے ڈرتے ہیں؟ یہ کون سا انصاف ہے! حضور نے فرمایا جو لوگ خدا کے مقرر کردہ امام کا انکار کر رہے ہیں وہ اپنی امامت کھو بیٹھے ہیں۔

ارشاد نبوی
اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
(منجانب)
رکن جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینگولین کلکتہ۔ 700001
فون نمبرز۔
2430794 · 2481652 · 248522

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA
چیف کوچ۔ محمد عبد السلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدر آباد
وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسرسائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں
تندرستی ہزار نعمت ہے
M . A SALEEM (BODY BUILDER)
H . NO. 18 - 2- 888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST - 500253 HYDERABAD (A . P) ☎ 040-219036 INDIA

بقیہ ہومیو پیتھی صفحہ ۱۰ سے آگے

ارجنٹم میلکیم میں وقت سے بہت پہلے بڑھاپے کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ بیس پچیس سال کی عمر میں ہی مونہہ جھریوں سے بھر جاتا ہے۔ وقت سے پہلے ظاہر ہونے والے بڑھاپے [illegible]

پہلے کا بہت زیادہ بڑھا ہوا بڑھاپا دکھائی دیتا ہے مگر یہ لمبی اور گہری بیماریوں کا نتیجہ ہے جگر اور تلی جواب دے جاتے ہیں۔ سارسپریلا میں جلد سکڑ کر بالکل چڑ مڑ ہو جاتی ہے۔ کیپسیکم میں بہت موٹی لہردار جھریاں پڑتی ہیں۔

ارجنٹم میلکیم میں پیٹھ کے بل لیٹنے سے دھڑکن محسوس ہوتی ہے اس کا تعلق پھیپھڑوں میں پانی کے اجتماع سے ہے۔ پھیپھڑوں میں بلغم یا پانی بھرا ہو تو پیٹھ کے بل لیٹنے سے وہ برابر ان تمام خلاؤں میں بھر جاتا ہے جس میں سانس لیا جاتا ہے۔ کھڑا ہونے پر نیچے اتر آتا ہے دائیں طرف لیٹنے سے دائیں حصہ میں چلا جائے گا اس لئے پیٹھ کے بل لیٹنا نقصان دہ ہے۔ سانس لینے میں دقت پیدا ہوتی ہے۔

حمل کے دوران دل کی دھڑکن زیادہ ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی اچانک دل بہت شدت سے دھڑکنے لگتا ہے۔ ایسی صورت میں ارجنٹم میلکیم خدا کے فضل سے بہت مؤثر دوا ہے۔

ارجنٹم میلکیم کی تکلیفوں میں چھونے سے اور دن کے بارہ بجے اضافہ ہو جاتا ہے۔ کھلی ہوا میں اور رات کو لیٹنے سے کھانسی میں کمی ہو جاتی ہے۔